مولوی عبدالوکیل مؤلف تحفۃ الاشاعۃ کی طرف سے

شیخ الحدیث حضرت **مولانا محمد زکریا** مہاجر مدنی رحمہ اللہ

پر کیے گئے

اعتراضات کا محققانہ جواب

مؤلف

مولانا عبدالمنان دیوبندی ہزاروی

قائد آباد، کراچی

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ناشر

مکتبۃ الجنید

عقب الآصف اسکوائر سہراب گوٹھ کراچی

0334-3441039

مولوی عبدالوکیل مؤلف تحفۃ الاشاعۃ کی طرف سے

حضرت **شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا** مہاجر مدنی رحمہ اللہ پر کئے گئے

اعتراضات کا محققانہ جواب

مؤلف

مولانا عبدالمنان دیوبندی ہزاروی

قائدآباد، کراچی

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ناشر

مکتبۃ الجنید

عقب الآصف اسکوائر سہراب گوٹھ کراچی

0334-3441039

نام کتاب	شیخ الحدیثؒ پر اعتراضات کا محققانہ جواب
مصنف	مولانا عبدالمنان دیوبندی ہزاروی
تعداد	۱۱۰۰
کمپوزنگ	بنوریہ گرافکس 0321-2250577
ناشر	مکتبۃ الجنید عقب الآصف اسکوائر سہراب گوٹھ کراچی
رابطہ	0334-3441039
قیمت	75/-

ملنے کے پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، اردو بازار، کراچی
مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل ٹاؤن کراچی
بیت القلم گلشن اقبال کراچی
مکتبۃ القلم لانڈھی کراچی

فہرست مضامین

سبب تالیف

الحمد لله الواحد القهار وهو العزيز الغفار الذى يكور الليل على النهار وسخر الشمس والقمر والانهار ويدبر الامر فى السمٰوٰت والارض والبحار ويعلم ميكائيل البحار وقطر الامطار وجعل الشيخ زكريا رحمه الله من الابرار و ايقظني لدفع شرّ الاشرار واعدّ للمشركين دار البوار واخرج الداعين لسوق الناس الى النجاة من النار والصلوٰة والسلام على محمد سيد المصطفين الاخيار اٰناء الليل واٰناء النهار وعلى اله واصحابه الاخيار.

اس دور میں مذہب وقوم کی جو خدمت علمائے دیوبند نے کی ہے وہ کسی دانش منداور منصف مزاج آدمی سے مخفی نہیں ہے علمی اور تحقیقی اور تحریری تدریسی اور سیاسی رنگ میں ان کی خدمات رہتی دنیا تک نہ صرف یہ کہ یادگار ہی رہیں گی بلکہ انشاء اللہ مشعل راہ بھی بنیں گی ایک وقت تھا کہ علمائے دیوبند کی بے لوث خدمت اور قبولیت عامہ نے انگریز کو خاصا پریشان اور ہراساں کردیا تھا تو انگریز کی حکومت برطانیہ نے ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور دکھ پہنچائے اوران کو بدنام کرنے کی بڑی کوششیں کی اسی دور برطانیہ میں ایک خاص مصلحت کے پیش نظر مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اکابر علمائے دیوبند کی خالص علمی اور دقیق عبارتوں میں قطع وبرید کرکے اسلامی ممالک کے علماء خصوصا علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کرکے ان سے کفر کا فتوی حاصل کرلیا لیکن جب علما حرمین شریفین کواصل حقیقت معلوم ہوئی اور مولوی احمد رضا خان کی مجرمانہ کاروائی کا پتہ چلا تو انہوں نے چھبیس سوالات مرتب کرکے حضرات علمائے دیوبند کو بھیجے کہ آپ حضرات کا ان مسائل میں کیا خیال ہے ان کو صاف لکھئے تا کہ حق اور باطل واضح ہوجائے تو اس وقت فخر العلماء والمحد ثین رئیس المحققین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ نے ان تمام سوالات کے جواب لکھے

اور ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ میں مکمل کر کے اکابرین علماء دیوبند کی تصدیقات لکھوا کر علماء حرمین کے خدمت میں بھیجیں ان کے تسلی بخش جوابات دیکھ کر مطمئن ہو گئے اور خان صاحب کے جھوٹ اور فریب بازی چکر بازی دھوکہ بازی پر مطلع ہو گئے اور علمائے حرمین نے علماء دیوبند کو اصلی حقیقی اہل سنت والجماعت قرار دیا اور خان صاحب کے الزامات کی سخت تردید فرمائی اور الحمدللہ کے اہل سنت کے عقائد المہند میں صراحت کے ساتھ آ گئے۔

اس فتنہ کی سرکوبی کے بعد وہاں عرب میں ہندوستانی اور پاکستانی غیر مقلدین نے علمائے دیوبند کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا غیر مقلدیت اور سلفیت حاضرہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے کتاب اور سنت کا نام لے کر پوری امت کو گمراہ کر رہے ہیں۔

اور وہ لوگ شروع سے احناف کے دشمن ہیں علمائے دیوبند کے مخالف ہیں ان کی طرف سے علماء دیوبند کے خلاف لکھنے پر اتنی حیرت نہیں ہوتی حیرت تو ان لوگوں پر ہوتی ہے جو اپنے آپ کو علماء دیوبند کے مسلک کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو علمائے دیوبند کا خوشہ چین بناتے ہیں اور اپنے مسلک کا تعارف علمائے دیوبند کے مسلک کے طور پر کراتے ہیں مگر اس کے باوجود تنقید اور اعتراضات کا جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ حال ہی میں اشاعت التوحید والسنۃ کے ایک عالم مولانا عبدالوکیل صاحب اس کتاب میں تبلیغی جماعت کو قرآن کا دشمن گمراہ اور بدعتی تک ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے فضائل اعمال اور فضائل صدقات وغیرہ کتابوں کو واہیات خرافات شرکیات کا مجموعہ قرار دیا ہے اور شیخ المشائخ رئیس الفقہاء علامہ رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الحدیث ولی کامل مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد زکریا کو یہود اور عیسائیوں اور بت پرستوں سے ملا دیا ہے۔ اور سب سے بڑی حیرت کی بات اور پریشانی کا باعث یہ ہے کہ جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے امیر حضرت مولانا محمد طیب طاہری صاحب نے اس کتاب کی زبردست تائید کی ہے اور اپنے تائیدی کلمات میں تبلیغی جماعت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

ہائے کاش! آج حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ موجود ہوتے تو ہرگز جماعت کا یہ حشر نہ ہوتا میری دعا اور دلی تمنا ہے کہ امیر محترم اپنی بات سے فوری طور پر رجوع کر لیں تو

کیا ہی اچھی بات ہوگی۔

قارئین کرام! جب میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو میں حیران رہ گیا کہ مولوی صاحب نے یہ مذموم حرکت کیوں کی اور کشف وکرامات کے بنیاد پر حضرت شیخ الحدیثؒ پر کفر کا فتوی کیونکر لگایا میں نے جب مولوی عبدالوکیل کے اعتراضات کا جائزہ لیا تو شروع میں میرے دل میں یہ بات آئی کے کاش حضرت شیخ الحدیث ایسے کشف کے واقعات نقل ہی نہ کرتے ،مگر میں نے جب اللہ تعالیٰ کی توفیق کامل کے ذریعہ محدثین، مؤرخین اور مفسرین کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ اس قسم کے کشف وکرامات کے واقعات صرف شیخ الحدیثؒ نے ہی اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیے ہیں بلکہ متقدمین اور متاخرین کے اکثر محدثین کی کتب میں اس قسم کے واقعات پائے جاتے ہیں تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا۔

اسی دوران حضرت شیخ کی زیارت خواب میں ہوئی جو میرے لیے بشارت سے کم نہیں تو پھر بسم اللہ کرتے ہوئے میں نے قلم اٹھایا اور حضرت شیخ کی طرف سے دفاع کا ارادہ کیا۔اپنی طرف سے میں نے پوری کوشش کی ہے کہ بات سخت انداز سے نہ ہو،صرف حق کا اظہار مقصود ہے اور مولوی عبدالوکیل صاحب کی خیرخواہی اور ان کی غلط فہمیاں دور کرنا مقصد اصلی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ مولوی صاحب کو اپنے غلط طریقہ کار اور مشن سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔مولوی صاحب نے اگر اپنی غلطی کا احساس اور ادراک نہ کیا تو یہ نہ صرف مولوی عبدالوکیل صاحب کے لیے خطرناک ثابت ہوگا بلکہ ان کی پیروی کرنے والے جتنے بھی ہوں گے،سب کے لیے یہ طریقہ کار تباہ کن ہوگا کیونکہ ’’زَلَّةُ العالِمِ زلة العَالَم ‘‘ہوا کرتا ہے۔اگر کوئی ایک عالم غلط راستہ اختیار کرلے تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگوں کے لیے گمراہ کن ثابت ہوتا ہے،اس لیے مولوی صاحب سب پر رحم کھاتے ہوئے اپنے اس غلط طریقہ کار سے توبہ تائب ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرلیں اور مناع للخیر کا مصداق نہ بنیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم واحادیث مبارکہ سے ثبوت کشف وکرامات

قارئین کرام! کشف وکرامات کے ثبوت کے لیے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں دلائل موجود ہیں، میں نہایت اختصار کے ساتھ چند دلائل شرعیہ تحریر کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

سورۃ حجر کی آیت ''ان فی ذٰلک لاٰیٰت للمتوسمین'' کے تحت علامہ خازن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال مجاهد رحمه الله: للمتفرسين ويعضد هذا التاويل ماروى عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله ثم قرأ ان في ذٰلک لاٰيٰت للمتوسمين

دل عليه ظاهر الحديث وهو ما يوقعه الله تعالىٰ فى قلوب اولياء ه فيعلمون بذٰلک احوال الناس بنوع من الكرامات

(تفسیر خازن ج۳،ص۶۰،سورۃ الحجر)

ترجمہ: امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متوسمین کا مطلب ہے فراست والے اور اس تاویل کی تائید اس حدیث سے ہورہی ہے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی باطنی روشنی کے ذریعہ دیکھتا ہے، پھر حضور اقدس ﷺ نے بطور تائید کے قرآن کریم کی اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث مبارک اسی بات پر دلالت کررہی ہے

کہ فراست ایمانی، باطنی نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں جس کی بنیاد پر وہ اللہ والے لوگوں کے بعض احوال کو بطورِ کرامت معلوم کر لیتے ہیں۔

قارئین کرام! دیکھئے، علامہ خازن رحمہ اللہ نے کشف اور کرامات کے ثبوت کے لیے قرآنی آیت اور حدیث مبارک سے استدلال کیا ہے اور اولیاء اللہ کے لیے کشف کو بطورِ کرامت کے ثابت کرتے ہوئے فرمایا:

''دل علیه ظاهر الحدیث''

حوالہ دوم:

اسی طرح علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وربما یکشف الله تعالیٰ علی بعض عباده فیری مالا یری الناس (روح المعانی ج ۲۲، ص ۲۹۶، الاحزاب)

ترجمہ: بسا اوقات رب تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر چھپے حالات ظاہر فرما دیتے ہیں پس وہ اللہ والے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو عام لوگ نہیں دیکھ سکتے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ علامہ آلوسی ولی کے لیے کشف کے قائل ہیں اگر یہ علم غیب ہوتا تو علامہ آلوسی قطعاً اس کے قائل نہ ہوتے کیونکہ کسی بھی ولی اور نبی کے لیے علم غیب ثابت نہیں۔

حوالہ سوم:

اسی طرح علامہ آلوسی رحمہ اللہ سورۃ تحریم کی آیت: ۱۱ میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی دعا ''رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة'' کے تحت لکھتے ہیں:

فکشف لها عن بیتها فی الجنة

اور اس کے ثبوت کے لیے ایک حدیث ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أخرج ابویعلی والبیهقی بسند صحیح، عن ابیهریرة رضی

الله عنه (روح المعانی ج۲۸،ص۴۹۵)

بلکہ علامہ آلوسیؒ کے علاوہ دیگر بے شمار مفسرین کرامؒ نے بھی اسی طرح لکھا ہے:

قال ابن الجوزی فکشف لها عن بیتها فی الجنة حتی رأته قبل موتها (زادالمسیر ج۸ص۸۴)

قال ابن کثیر وکشف الغطاء عن ثوابها ومنزلتها وکرامتها فی الجنة لامرأة فرعون حتی رأت

(ابن کثیر ج۸ص۱۹۸)

شیخ الاسلام علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ کشف احادیث کثیرہ سے ثابت ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ورای بیت المقدس عیانا وهو بمکة، ورأى قصور الشام وابواب صنعاء ومدائن کسری وهو بالمدینة، ورأى امراء ہ وقد اصیبوا وهو بالمدینة، ورأى النجاشی بالحبشة لما مات وهو بالمدینة فخرج الی المصلی فصلی علیه (کتاب الروح لابن القیم ص۳۵۵)

یعنی حضور ﷺ نے مکہ سے بیت المقدس کو دیکھ لیا، حضور ﷺ نے مدینہ منور میں خندق کھودتے وقت شام کے محلات اور صنعاء شہر کے دروازے اور مدائن کسریٰ کو دیکھا، اور غزوہ موتہ میں لشکر کے امیروں کی شہادت ہوئی تو حضور ﷺ نے مدینہ منورہ سے دیکھ لیا، اور نجاشی کی جب حبشہ کے علاقہ میں موت ہوئی تو مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے آپ پر منکشف ہو گیا اور جنازہ گاہ میں تشریف لے جا کر ان پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

قارئین کرام! دیکھئے علامہ ابن قیمؒ جیسی شخصیت جو شرک و بدعات کی سخت مخالفت کرتی تھی، انہوں نے کس طرح زوردار انداز میں ان واقعات کو جو احادیث سے ثابت ہیں تحریر کر کے کشف کو ثابت کر دیا ہے اور کشف کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ولیس هذا من علم الغیب“

(کتاب الروح ص ۳۵۵)

تو معلوم ہوا کہ کشف وکرامات کا ثبوت احادیث کثیرہ سے ہے نیز کشف اور کرامات کو ماننے والے اگر مشرک ہوتے تو احادیث سے اس کے اثبات کے بجائے تردید ہوتی اور علامہ ابن قیمؒ اس کورد کرتے حالانکہ وہ اس کا اثبات فرماتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کشف اور کرامت شرک نہیں ،اس کو شرک ماننے والے خود غلط فہمی میں مبتلا اور جہالت کا شکار ہیں۔

کشف وکرامت اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم:

ہم کشف وکرامت کے متعلق حضرات خلفائے راشدین کے واقعات نقل کرتے ہیں

کشف وکرامت اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

سب سے پہلے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک کشف نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ لعائشة رضی الله عنها عند موت انما هی اخواک واختاک وکانت زوجته حاملا فولدت بنتا فکان قد عرف قبل الولادة انها بنت (احیاء العلوم للغزالی ج۳ص۳۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت اپنی صاحبزادی سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے وارث تمہارے علاوہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں (حالانکہ اس وقت حضرت عائشہؓ کی صرف ایک بہن حضرت اسماءؓ تھیں) مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی حمل سے تھیں بعد میں ان سے لڑکی پیدا ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بطور کشف وکرامت کے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ بچی پیدا ہوگی۔

امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ازالۃ الخفاء مقصد دوم مناقب جمیلہ صدیق اکبر ج۳ص۷۷ پر لکھتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا سے فرمایا: جو جائیداد میں نے آپ کو دی ہے اگر آپ نے قبضہ کیا تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کے ساتھ آپ کے دو بھائی اور دو بہنیں شریک ہوں گی یعنی سب کو میراث میں ملے گی۔

صدیقہ گفت ہذہ اسماء فمن الاخری قال اُری ذات بطن بنت خارجۃ انثی بعد ازاں ام کلثوم متولد شد (ازالۃ الخفاء ج۳ص۷۷)

تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری بہن تو یہی اسماء ہے دوسری بہن کون سی ہے؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ بنت خارجہ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی) کو لڑکی کا حمل ہے اور اس کے پیٹ میں لڑکی ہے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''بعد ازاں ام کلثوم متولد شد'' کہ صدیق اکبر کی وفات کے بعد حضرت عائشہ کی بہن ام کلثوم پیدا ہوئی۔

حضرت شاہ صاحب نے اس واقعہ سے کشف پر استدلال کیا ہے چنانچہ عنوان باندھ کر لکھتے ہیں:

''مکاشفہ او حوادث خفیہ را''

یعنی خفیہ باتوں کا صدیق اکبر کے لیے کھل جانا اور اس پر اس کی حقیقت کا ظاہر ہونا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ امام دار الہجرہ امام مالکؒ نے بھی موطأ امام مالک کتاب الاقضیہ باب مایجوز من النحل میں ذکر کیا ہے، اسی طرح عظیم محدث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، کشف الباری ج۲ص۶۳۳، علامہ ابن الجوزی صفۃ الصفوۃ ج۱ص۲۶۶ اور شیخ المشائخ حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ ج۱ص۲۰۱ پر لکھتے ہیں:

''چنانچہ ابوبکرؓ نے اپنی لڑکی کا سہم (حصہ) قبل از ولادت مقرر فرمایا تھا''۔

کشف اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ومن جملة كراماته ومكاشفاته ما روى عن عمرو بن الحارث قال بينما عمر رضی اللہ عنہ يخطب يوم الجمعة اذ ترك الخطبة ونادى يا سارية الجبل (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱۱ ص ۳۱۵)

امام غزالیؒ بھی اس واقعہ سے کشف پر استدلال فرماتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وقال عمر رضی اللہ عنہ في اثناء خطبته يا سارية الجبل اذا انكشف له (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۴)

اسی طرح حافظ ابن القیمؒ نے اس واقعہ سے کشف کے صحیح ہونے پر استدلال فرمایا ہے، دیکھئے کتاب الروح ص ۳۵۵، اور تفسیر مظہری ج ۱۰، ص ۹۵۔

اسی طرح امام قرطبی اور امام ابن القیم یہ دونوں حضرات لکھتے ہیں:

چند لوگ قبیلہ مذحج سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان میں اشتر نخعی بھی تھا تو آپ نے بہت غور سے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے تو لوگوں نے کہا یہ مالک بن حارث ہے تو آپ نے فرمایا: قاتله الله انى لارىٰ للمسلمين منه يوما عصيبا (کتاب الروح ص ۳۵۵، تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۳۲، ونضرۃ النعیم للامام الحرم صالح بن عبداللہ)

قارئین کرام! دیکھئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کتنی صراحت کے ساتھ فرمایا کہ مالک بن حارث کو اللہ تعالیٰ تباہ کرے کہ میں اس کی وجہ سے مسلمانوں پر بہت پریشانی دیکھتا ہوں (کیونکہ یہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا لیڈر تھا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیندہ آنے والے زمانے میں رونما ہونے والے حادثہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے اللہ تعالیٰ نے الہام اور کشف فرمایا تب ہی تو انہوں نے خبر دی جو بعد میں سو فیصد صحیح ثابت ہوئی۔

کشف اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

امام نوویؒ، امام ابن قیمؒ، امام قرطبیؒ، امام رازیؒ اور امام غزالی رحمھم اللہ، ان پانچوں ائمہ

کرام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے:
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جس کی نگاہ راستے میں کسی عورت پر پڑ گئی تھی
تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایاتی احدکم الینا وفی عینیه اثر الزناء فقال الرجل اوحی بعد رسول الله ﷺ فقال عثمان لا ولکن تبصرة وبرهان وفراسة صادقة

یہ واقعہ معمولی اختلاف لفظی کے ساتھ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے:
کتاب الروح ص ۳۵۷،
احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۳۴،
قرطبی ج ۵ ص ۳۳،
بستان العارفین ص ۳۸۸،
التفسیر الکبیر للرازی ج ۲۱ ص ۷۵

قارئین کرام! دیکھئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیسے پتہ چلا کہ اس آدمی نے راستے میں غیر محرم عورت کو دیکھا ہے، اگرچہ دیکھنا بلا ارادہ ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عالم الغیب نہیں تھے بلکہ فراست کے ذریعے ان پر یہ بات منکشف ہوگئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کشف:

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک کشف نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہرثمۃ بن سلمیٰ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر پر چلے آپ چل کر کربلا تک گئے اور ایک درخت کے پاس نماز پڑھی اور وہاں کی زمین کی تھوڑی سی مٹی اٹھائی اور اس کو سونگھ کر ارشاد فرمایا:

واھا لک تربة لیقتلن بک قوم یدخلون الجنة بغیر حساب (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۹۶)

افسوس ہے تجھ پر اے مٹی ایک ایسی قوم تجھ پر قتل کی جائے گی جو بغیر حساب کے جنت

میں جائے گی۔ پھر راوی آگے لکھتا ہے کہ بعد میں ہم نے خود دیکھا کہ اس جگہ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

دیکھئے! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت پہلے سے اپنے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ بتائی اور وہیں پر ان کی شہادت ہوئی۔ تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ عالم الغیب تھے اور کیا وماتدری نفس بایّ ارض تموت والی آیت کے خلاف نہیں اور کیا حضرت علامہ ابن حجر العسقلانی کی کتاب تہذیب التہذیب (جس پر آج اسماء الرجال کی بنیاد ہے) میں خرافات، شرکیات، واہیات و **اعطاء الصفات المختصة بالله تعالیٰ للمخلوق** مثلاً ثبوت علم الغیب بغیر اللہ ہے؟

قارئین کرام! کشف کے واقعات حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے ہی صرف منقول نہیں بلکہ بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ سے ثابت ہیں، امام رازیؒ لکھتے ہیں:

واما سائر الصحابة فاحوالهم فی هذا الباب كثيرة

(التفسیر الکبیر ج۲۱ص۷۵)

اور امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

ومثله كثير من الصحابة والتابعين

(التفسیر القرطبی ج۵ص۳۳)

اور حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

والاحاديث والآثار فی هذا كثيرة جدا

(ابن کثیر ج۶ص۲۲۹)

قارئین کرام! کشف وکرامات کے متعلق میں نے چند دلائل ذکر کر دیئے تمام دلائل کا احاطہ مقصود نہیں صرف اتنا بتانا ہے کہ کشف وکرامت کوئی علم غیب نہیں اور شرک کا ذریعہ بھی نہیں ہے۔

اب ان شاء اللہ ان اعتراضات کے جوابات بیان کئے جاتے ہیں جو کشف اور کرامت کی بنیاد پر مولوی صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر

مدنی رحمہ اللہ پر اٹھائے ہیں۔

پہلا اعتراض: واقعہ اولیٰ سے استدلال اور اس کا ایک تفصیلی جواب

مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ فضائل اعمال، فضائل حج اور فضائل صدقات وغیرہ میں ایسی باتیں ہیں کہ جو کہ صریح شرک ہیں، مثلاً غیر اللہ کے لیے علم غیب کو ثابت کرنا، چنانچہ فضائل حج سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ثبوت علم الغیب لغیر اللہ خصوصا لامرأۃ عجوزۃ"
(ص ۳۹۱ تحفۃ الاشاعۃ)

اور اس واقعہ کو نقل کر کے غلط استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یفھم منھا ان العجوزۃ تعلم الغیب وھی عالمۃ ما فی الصدور"

اور ص ۷۹۷ پر لکھتے ہیں:

کیف یثبتون الکشف للعلماء والاولیاء وھل ھو الا اثبات علم لغیر اللہ تعالیٰ ویسمونہ فقط (ص ۷۹۷)

کیسے ثابت کرتے ہیں کشف علماء اور اولیاء کے لیے؟ یہ نہیں ہے مگر علم غیب کو ثابت کرنا غیر اللہ کے لیے اور وہ اس کو نام دیتے ہیں علم غیب کے علاوہ یعنی کشف۔

جواب: مولوی صاحب کے اس فہم پر جتنا رویا جائے اتنا کم ہے، مولوی صاحب نے کشف کو علم غیب قرار دیا ہے حالانکہ یہ عقیدہ اہل بدعت بریلوی علماء کا ہے۔ اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے نزدیک کشف اور علم غیب دونوں الگ ہیں۔ دیکھئے مشہور اہل بدعت مولوی اور ان کا مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل اپنی کتاب المقاصد السنہ ص ۳۱۸ پر لکھتا ہے:

"اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت" اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف سے آواز دینا، پھر آگے وہ واقعہ ذکر کیا ہے تو دیکھئے! اہل بدعت بریلوی مولوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت اور کشف سے علم غیب پر استدلال کرتا ہے اور بعینہ

یہی طریقہ کار مولوی عبدالوکیل نے اختیار کیا ہے کہ کشف اور کرامت سے علم غیب پر استدلال کیا ہے ۔فرق صرف یہ ہے کہ مولوی شائستہ گل قادری نے ثبوت کشف سے ثبوت علم غیب پر استدلال کیا ہے اور مولوی عبدالوکیل نے نفی علم غیب سے نفی کرامت اور نفی کشف پر استدلال کیا ہے، ورنہ دونوں کے نزدیک قدر مشترک یہ ہے کہ کشف وکرامت اور علم غیب لازم وملزوم ہیں۔

اور چونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک علم غیب لغیر اللہ کا عقیدہ رکھنا شرک ہے تو اسی لیے مولوی صاحب نے کشف اور کرامت کو بھی شرک میں داخل کیا ہے۔

کشف اور علم غیب دونوں الگ الگ ہیں:

کشف اور علم غیب الگ الگ ہیں کشف علم غیب نہیں ہے دیکھئے رئیس الموحدین حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یعنی انبیاء اور اولیاء کو بعض وقت مولی پاک کوئی چیز وحی کے ساتھ یا کشف کے ساتھ یا الہام کے ساتھ یا خواب کے ساتھ جتلا دیتا ہے۔(بلغۃ الحیر ان ص۳۳۲ سورۃ الاحقاف)

قارئین کرام! دیکھئے !اگر کشف اور الہام علم غیب ہوتے تو پھر مولانا حسین علی رحمۃ اللہ ہرگز ہرگز اولیاء اللہ کے لیے کشف کو تسلیم نہ کرتے ، کیونکہ حضرت اس وقت اس دور میں عظیم مفسر قرآن اور ولی کامل شخص تھے، جنہوں نے شرک اور بدعات کے خلاف سب سے زیادہ کام سرانجام دیا ۔

اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہؒ اور شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم العالی اور حافظ الحدیث عبداللہ درخواستی رحمہم اللہ جیسی عظیم شخصیات ان کے شاگرد ہیں۔

علم غیب وکشف میں فرق اور ابن القیم:

ولیس ھذ ا من علم الغیب (کتاب الروح ص ۳۵۵)

قارئین کرام! دیکھیں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کس طرح صراحت کے ساتھ کشف کے بارے میں بتایا کہ کشف علم غیب نہیں ہے ۔اسی طرح بیت اللہ کے امام صالح بن عبداللہ مدظلہ نے بھی نضرۃ النعیم میں نقل کیا ہے۔

قاضی ثناء اللہؒ لکھتے ہیں:

وعند رفع الحجاب لا یکون ھذا من علم الغیب وان کان من قبیل

المعجزۃ والکرامۃ (تفسیر مظہری ج۱۰ص۹۵)

کیا حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ علم غیب لغیر اللہ کے قائل تھے؟

حضرت شیخ الحدیث محدث اعظم ولی اللہ شیخ المشائخ مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ علم غیب کے بارے میں وہی ہے جو کہ تمام اہل سنت علمائے دیوبند کا ہے حضرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو عالم الغیب مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی اس صفت کے لائق نہیں مانتے۔

دیکھئے حضرت شیخ نے بخاری شریف پڑھاتے وقت طلباء کرام کے سامنے جو تقریر فرمائی وہ ''تقریر بخاری شریف'' کے نام سے چھپ چکی ہے۔

بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ ''باب لاتنکسف الشمس لموت احد ولا لحیاتہ'' کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث سے ایک دوسرا عقیدہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ عالم الغیب نہ تھے (ص۹)

قارئین کرام! دیکھئے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ جب امام الانبیا ﷺ کے لیے علم غیب کو نہیں مانتے اور اسی کو عقیدہ بتاتے ہیں تو کس قدر ظلم اور زیادتی ہے کہ مولوی صاحب نے بلا وجہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ ایک عورت کے لیے علم غیب کو مانتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث نے اس واقعہ کشف سے علم غیب پر استدلال نہیں کیا اور نہ ہی اس واقعہ کو حجت کے طور پر تحریر کیا ہے، اس واقعہ سے علم غیب پر استدلال تو خود مولوی صاحب کا کارنامہ ہے۔

مولوی صاحب آپ نے جب اتنے بڑے عالم پر بغیر کسی ثبوت کے غیر اللہ اور ایک عورت ذات کے لیے علم غیب ماننے کا الزام لگایا ہے جبکہ شیخ صاحب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شخصیت کے لیے بھی علم غیب کے قائل نہیں تو قیامت کے دن جب حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے سامنے استغاثہ کریں گے تو آپ کیا جواب دیں گے (تیاری کر لیں)۔

جبکہ ہم نے آپ کے لیے حضرت کی اپنی کتاب سے ثابت کیا کہ وہ غیر اللہ کے لیے علم غیب کے قائل نہیں اور میں مزید حوالے بھی آپ کو دکھا سکتا ہوں۔

اب آپ اگر پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی، سینہ زوری اور الزام تراشی پر قائم رہیں تو انشاء اللہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن آپ سے میرا سامنا کرا دے اور میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ

کی شکایت کر کے اپنا حق ادا کروں۔

آمین۔

مولوی صاحب! آپ نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے دس واقعات کرامت اور کشف کے نقل کیئے ہیں، لہٰذا ان شاء اللہ میری کوشش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور خصوصی فضل کے ذریعے سے میں آپ کے ہر اشکال اور غلط فہمی کا ازالہ کروں۔ آپ نے دس واقعات نقل کر کے ان سے جو استدلال کیا ہے اور کیف کیف کہہ کر جو اشکالات آپ نے کئے ہیں ان شاء اللہ ہر ایک اشکال کا جواب دوں گا بفضل اللہ وکرمہ۔ اور ثابت کروں گا کہ اس قسم کے واقعات امام نوویؒ، امام ذہبیؒ، امام غزالیؒ، امام ابن القیمؒ، امام قرطبیؒ، امام رازیؒ، امام ابن کثیرؒ، امام بیہقیؒ، امام ابونعیمؒ، امام ابن الجوزیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، حافظ ابن عبدالبرؒ، صاحب مشکوٰۃؒ، ملا علی قاریؒ، امام بخاریؒ، علامہ شامیؒ، علامہ ابن الہمامؒ، امام قشیریؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ آلوسیؒ صاحب روح المعانی، علامہ خازنؒ، امام مالکؒ، امام ترمذیؒ، ابن سعدؒ، ابن ابی حاتمؒ، علامہ سیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اور دیگر محدثین عظامؒ نے اپنی کتابوں میں بھی ایسے ہی واقعات ذکر کئے ہیں۔

اگر فتویٰ لگانے کا شوق ہے تو ذرا اپنا قلم جارح دوبارہ لے کر ان تمام حضرات پر شرک کا فتویٰ لگا دیں تا کہ مزید آپ کی تشہیر کا باعث بنے، صرف حضرت شیخ پر فتویٰ لگانا اور دیگر ائمہ کرام کو اپنا پیشوا سمجھنا یہ فرق کیوں......؟

آپ نے جماعۃ المسلمین جو کہ دراصل جماعۃ المفسدین ہے اور اسی طرح حزب اللہ ڈاکٹر عثمانی اور دیگر غیر مقلدین کا طریقہ کیوں اختیار کیا؟

آپ کو میرا مشورہ ہے کہ اشاعۃ التوحید کو چھوڑ کر بڑے شوق سے ان تینوں، فرقوں میں سے جسے پسند کریں اس میں شامل ہو جائیں اور جماعت اشاعۃ التوحید کو بدنام نہ کریں۔

چند باتوں کی وضاحت!

(۱) کرامت صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ولی کو کرامت کے ظاہر کرنے پر ذرہ برابر قدرت اور اختیار حاصل نہیں اور کرامت کے ظہور میں ولی کے ارادہ ومشیت اور اختیار کو دخل نہیں۔ چنانچہ عظیم مفسر حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

فاما ما یجریہ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ من خرق العوائد بعض الاولیاء من قلب الاعیان ذھبا او فضۃ او نحو ذالک فھذا امر لا ینکرہ مسلم ولا یردہ مؤمن ولکن ھذا لیس من قبیل الصناعات وانما ھذا عن مشیۃ رب الارض والسموات واختیارہ وفعلہ .

(سورۃ القصص آیت ۷۸ رکوع ۱۸ ابن کثیر ج۶ ص ۲۲۹)

(۲) بعض جاہل لوگوں نے معجزات اور کرامات کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا اختیاری فعل قرار دیا اور انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو مختار کل حاجت روا، مشکل کشا، نفع اور نقصان کا مالک اور متصرف الامور اور عالم الغیب مان لیا اور یوں عقیدہ بنا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو معجزات وکرامات کے ذریعے فل پاور عطا کیا ہے۔ مگر یہ سب غلط عقائد ہیں۔

بعض لوگوں نے معجزات اور کرامات کو شرک سمجھ کر ان کا انکار کر دیا اور کرامت کو شرک کا ذریعہ قرار دیا مگر یہ سب افراط اور تفریط ہے جو کہ باطل ہے۔ صراط مستقیم یہ ہے کہ کرامت اللہ تعالیٰ کے خرق عادت یعنی خلاف عادت فعل کا نام ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اس میں ولی کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہوتا اس لیے کرامت نہ شرک ہے اور نہ ہی اس سے ولی کا مختار کل عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے، کرامات برحق ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی اور ولی کو عالم الغیب ماننا شرک ہے۔

ایک اہم ضروری وضاحت!

کرامات کے بیان کرنے میں اکثر مبالغات اور خوش اعتقادی سے کام لیا جاتا ہے سند وتوثیق کا زیادہ خیال نہیں کیا جاتا۔ ادھر سے ادھر سب کچھ سن کے بیان کیا جاتا ہے، اس لیے بہت سے لوگ مشائخ اور اولیاء کی طرف غلط سلط من گھڑت کرامات منسوب کر دیتے ہیں خصوصی طور پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے متعلق بڑی کثیر تعداد میں من گھڑت کرامات ذکر کی گئی ہیں۔

بعض مصنوعی من گھڑت واقعات!

ان من گھڑت کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ایک مرید کا انتقال ہوا اس کا بیٹا روتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کے حال پر رحم

فرمایا اور آسمان چہارم پر جا کر ملک الموت سے اس مرید کی روح کو مانگا اس نے انکار کیا اور آپ نے کہا میرے حکم سے چھوڑ دے۔ جب ملک الموت نے انکار کیا تو آپ نے زبردستی تمام روحوں کی زنبیل جو اس دن قبض ہوئی تھیں چھین لی، تمام روحیں پرواز کر کے اپنے اپنے جسموں میں داخل ہوگئیں۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے یہاں جا کر فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ادھر کو تو نہیں آ رہا العیاذ باللہ۔ عرض کیا نہیں تو رب تعالیٰ نے کہا اچھا ہوا جو واپس گیا ورنہ ادھر کو آتا تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک جتنے لوگ مرے ہیں سب کو زندہ کرنے کو کہتا اور مجھے سب کو زندہ کرنا پڑتا۔

دوسری مصنوعی کرامت:

یہ قصہ مشہور ہے کہ جب حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو قبر میں دفن کیا گیا اور فرشتے منکر نکیر آئے تو پیر صاحب نے ان کے ہاتھ پکڑ لیے اور بجائے جواب دینے کے خود سوال کرنا شروع کئے اور فرشتے لاجواب ہوگئے فرشتوں نے جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں جا کر عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا ہوا کہ اس نے تمہیں چھوڑ دیا۔

تیسری من گھڑت کرامت:

ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ ایک عورت بڑے پیر صاحب کے پاس گئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا نہیں ہوتا تو بڑے صاحب نے فرمایا کہ جا تیرے ساتھ بیٹے ہونگے اس کے ساتھ بیٹے ہوئے حالانکہ اس کی تقدیر میں ایک لڑکا بھی نہیں تھا۔

چوتھی من گھڑت کرامت:

ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ ایک مرتبہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے اور اچانک کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ سب اولیاء کرام کی گردن پر میرا قدم ہے اور اس وقت جس قدر اولیاء کرام دنیا میں تھے تو سب نے شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے پاؤں پر سر رکھے۔

پانچویں مصنوعی کرامت:

بعض صوفی کہتے ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے اس وقت بڑے پیر

صاحب نے حضورﷺ کو کندھا دیا تو آپ نے فرمایا کہ جا اے محی الدین تیرے قدم سب اولیاء کی گردن پر۔

چھٹی من گھڑت کرامت:

بارہ سال کے بعد کشتی مع برأت ڈوبی ہوئی نکالی۔

قارئین کرام! میں نے چند مصنوعی من گھڑت قصے جو کرامت کے طور پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں ذکر کیے، حالانکہ ان قصوں کا حقیقت کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں، بالکل جھوٹ اور غلط ہیں۔ ان حکایات میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ سے ڈرتے ہیں استغفر اللہ۔ اور شیخ کا اللہ کے فیصلہ پر غالب آنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کرنا ان قصوں سے صاف واضح ہے العیاذ باللہ۔

ان واقعات سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکابرہ ومقابرہ برابری ثابت ہوتی ہے **العیاذ بالله لا حول ولا قوة الا بالله۔**

اور اس قسم کی من گھڑت کرامات بہجۃ الاسرار میں نقل کئے گئے ہیں جس کے بارے میں فن رجال وحدیث کے اعلیٰ پایہ کے ماہر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

> ذكر فيه عجائب وغرائب وطعن الناس فی كثير من حكاياته واسانيده (الدرر الکامنۃ لابن حجر ص ۱۴۱)
>
> یعنی سطنوفی رحمہ اللہ نے بہجۃ الاسرار میں عجیب وغریب کرامتیں بیان کی ہیں۔ اور بہت سے لوگوں نے اس کی حکایت اور سندوں پر طعن یعنی علمی کلام کیا ہے۔

کشف وکرامات کے واقعات کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے کسی عقیدے کے لیے اساس ودلیل بنا کر تحریر نہیں فرمایا:

قارئین کرام! کشف وکرامت کے واقعات سے کسی عقیدے کو ثابت کرنا اور ان واقعات کو اس کے لیے دلیل بنانا یہ مولوی صاحب کا ذاتی کارنامہ ہے انہی کو مبارک ہو، حالانکہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک کشف کی کوئی اہمیت اور عظمت نہیں، نیز کشف کوئی دلیل ولایت اور وجہ فضیلت بھی نہیں۔

آیئے، دیکھئے! حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں:

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ ایک شخص کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

بعد سلام مسنون گرامی نامہ لفافہ پہنچا آپ نے جو احوال رفیعہ لکھے ان سے مسرت ہوئی حق تعالیٰ شانہ استقامت اور ترقیات عطا فرماویں اور انکشافات سے محفوظ فرماویں، یہ کشف وغیرہ امور خطرناک ہوتے ہیں ان سے بڑا محقق تو گزر جاتا ہے لیکن ہم جیسے لوگوں کو اکثر مشکلات پیش آتی ہیں، میرے حضرت اقدس یعنی مولانا خلیل سہارنپوری رحمہ اللہ کو جب کوئی کشف وغیرہ لکھتا تھا تو اس کا ذکر چندروز کے لئے بند کرا دیا کرتے تھے مثلاً وحدۃ الوجود کا مسئلہ ہے اس میں بڑے بڑوں کو مشکلات پیش آئی ہیں ایسے امور کی طرف دھیان نہ کریں۔ (مکتوبات اکابر تبلیغ ص ۱۷۵)

قارئین کرام! حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کشف وغیرہ کو خطرناک امور میں سے قرار دیتے ہیں اور اپنے مرید کے لیے کشف سے حفاظت کی دعا فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان باتوں کی طرف دھیان نہ کریں، یعنی ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ خواب کی طرح معمولی بات ہے تو جو شخص کشف کو خاص اہمیت نہ دیتا ہو اور دوسروں کو اس سے دور رہنے کی ترغیب دیتا ہو وہ کیونکر کشف کو کسی عقیدے کے اثبات کے لیے دلیل بنائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کشف وغیرہ سے کسی عقیدے کو ثابت کرنا حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا طریقہ نہیں ہے بلکہ مولوی عبدالوکیل کا ایک اختراعی طریقہ کار ہے اور کشف سے استدلال کرنے میں موصوف اہل بدعت کے راستے پر چل رہے ہیں یہ مولوی صاحب ہی کو مبارک ہو۔

مولوی عبدالوکیل کا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث پر ہندوؤں اور بت پرستوں اور اہل یہود اور عیسائیوں میں سے ہونے کا فتویٰ لگانا

(العیاذ باللہ)

مولوی صاحب لکھتے ہیں: "ویقول کبیرهم فی حق وحدة الوجود"

یعنی تبلیغیوں کا بڑا عالم وحدۃ الوجود کے متعلق کہتا ہے ایک تو وہ مکتوب گرامی جو قطب الارشاد شیخ المشائخ حضرت گنگوہی صاحب اعلی اللہ مراتبہ کی خدمت میں لکھا گیا جو مکاتیب رشیدیہ میں طبع ہو چکا

ہے۔

''پس زیادہ عرض کرنا گستاخی اور شوخ چشمی ہے یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا میں جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل (سایہ) ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے''۔

قارئین کرام! یہ ہے وہ عبارت حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی جس کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فضائل صدقات میں نقل کیا ہے جس پر مولوی عبدالوکیل گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> انا لله وانا اليه راجعون ياايها الاخوان فاسمعوا الى هذه الهفوات والخرافات ما الفرق وبين اهل التناسخ والثنويه وهل هذا الادين النصارى واليهود

(تحفۃ الاشاعۃ ص۳۰۰)

> ترجمہ: اے بھائیو ان بکواس وخرافات کو سنو! ان لوگوں یعنی تبلیغ والے اور اہل تناسخ یعنی ہندوؤں اور بت پرستوں میں کیا فرق ہے۔ کیا یہ دین جو یہ لوگ پیش کر رہے یعنی حضرت رشید احمد گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہما یہود اور عیسائیوں کا دین نہیں ہے۔

جواب: قارئین کرام! دیکھئے مولوی صاحب نے اپنی جہالت اور علماء دیوبند کے ساتھ عداوت کا ثبوت دیتے ہوئے کتنا بڑا فتوی لگایا اور ان اکابرین کی تعلیمات کو تعلیم یہود اور عیسائی قرار دیا ہے نیز ان اکابرین کو العیاذ باللہ ہندوؤں، عیسائیوں، یہود اور بت پرست کافروں کے ساتھ ملایا حالانکہ یہی رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے استاذ تھے اور مولانا حسین علی رحمہ اللہ مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ کے استاذ تھے۔ جب ان کے شیخ کی تعلیم شرکیہ ہے تو پھر شاگرد پر کیا اعتماد کیا جاسکتا ہے یہ خنجر مولوی صاحب تبلیغ والوں پر نہیں بلکہ خود اپنے بڑوں پر چلا رہے ہیں۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا

قارئین کرام! دیکھئے مولوی صاحب نے اپنی آخرت سے بے خوف ہو کر اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے لیے قطب الارشاد حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ رحمہما اللہ پر کتنا بڑا الزام لگایا کہ وہ اپنے وجود اور ذات کو اور اللہ تعالیٰ کے وجود و ذات کو ایک ہی سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ بہت بڑا جھوٹ

ہے جو حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ رحمہما اللہ کے ذمہ لگایا ہے۔ حالانکہ یہ حضرات اس قسم کے غلط عقیدہ سے پاک ہیں، ان حضرات کی اپنی عبارات میں انشاءاللہ آئندہ صفحات میں تحریر کروں گا۔

اس عبارت کو سمجھنے میں جو غلط فہمی مولوی صاحب کو ہوئی ہے اس پر جتنا بھی رویا جائے اتنا کم ہے۔ جو بے چارہ اردو عبارت کے سمجھنے سے قاصر ہو وہ علامۃ الدھر بن کر حضرت گنگوہیؒ جیسی شخصیت پر جھوٹے الزام لگانے کی جرأت کیسے کرتا ہے۔ اس عبارت میں مولوی صاحب کو شرک نظر آتا ہے حالانکہ اس عبارت میں جو توحید بیان کی گئی ہے وہ تحسین کے قابل ہے۔

اس عبارت میں ''میں اور تو خود شرک در شرک ہے'' کا مطلب صرف یہ ہے کہ اے اللہ یہ سب تیرا ہی کرم ہے اور مہربانی ہے اور یہ سب تیری توفیق سے ہے اگر میں اپنا ذاتی کمال سمجھوں تو یہ آپ کے ساتھ شریک ہونے کے برابر ہے۔ حالانکہ آپ کا کوئی شریک نہیں اس لیے میں کچھ نہیں ہوں میرا کوئی کمال نہیں ہے تو لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ اے اللہ تعالیٰ! میں اور تو پھر یہ شرک در شرک ہے۔

مولوی صاحب آپ نے جو عبارت نقل کی ہے کیا اس میں یہ عبارت آپ کو نظر نہیں آ رہی ہے کہ یا اللہ معاف فرمانا میں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں۔ اس عبارت میں تو صاف صراحت کے ساتھ حضرت نے اپنے وجود کی نفی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود اور کمال کو ثابت کیا ہے۔

اس عبارت کو سمجھنے اور مزید وضاحت کے لیے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی اپنی کتاب امداد السلوک میں سے چند عبارات ملاحظہ کیجئے:

عبارت اول:

بندہ و حق تعالیٰ میں وصال کے بس یہی معنی ہیں کے غیر خدا تعالیٰ سے انقطاع حاصل ہو کر حق تعالیٰ شانہ میں محویت ہو جائے نہ جیسا کہ بعض ملحدوں نے سمجھ لیا اور دنیا کی دو چیزوں کے باہم مل جانے پر خدا تعالیٰ اور بندے کے اتصال کو قیاس کر کے مرتد بن گئے، سو خدا پناہ میں رکھے اتصال حق کو ایسا سمجھنا کفر ہے۔

عبارت دوم:

تمام اشیاء کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود پاک کے سامنے بجھا ہوا ہوگا چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے

”کل شیء ھالک الا وجھه“ ہر چیز ہلاک ہوجائے گی بجز حق تعالیٰ کی ذات پاک کے۔
(ص۱۰۳)

عبارت سوم:

اور رب تعالیٰ کی ذات پاک کا اثبات کرے اور قلب کو پوری طرح پر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے یہاں تک کہ اس کلمہ کے حاصل معنی یہ ہوں کہ کوئی چیز بھی موجود نہیں بجز حق تعالیٰ کی ذات پاک کے (امدادالسلوک ص۱۰۷)

عبارت چہارم:

لا الہ میں خواطر کی نفی کرے اور الا اللہ سے موجود حقیقی کو ثابت کرے نہیں ہے کوئی معبود، مقصود مطلوب اور موجود بجز اللہ تعالیٰ کے (ص۱۱۴)

عبارت پنجم:

اصل توحید یہ ہے کہ معدوم وفانی کو ساقط کرے اور باقی ولا یزال کا اثبات کرے۔
حضرت جنید رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ حق تعالیٰ کی صفات بیان کیجئے تو انہوں نے فرمایا ”ھو بلا ھو لا ھو الا ھو“ یعنی وہ ہے بغیر اسکے کہ اشارہ کو بھی دخل نہیں اور نہیں ہے وہ مگر وہی۔
توحید نام ہے قدیم اور حادث میں تمیز کرنے اور حادث سے منہ پھیرنے اور قدیم کی طرف ہمہ تن اتنا متوجہ ہوجائے کہ اپنی توجہ میں اپنے آپ کو بھی موجود نہ پائے اور اگر حالت توحید میں اپنے نفس کو بھی سمجھا تو وہ صاحب توحید کیا رہا وہ تو صاحب تثنیہ ہوا۔
(ص۱۶۵)

عبارت ششم:

اور یہ جو وصال کے معنی بعض نے سمجھ لیے کہ بندوں کی ذات حق تعالیٰ کی ذات سے متصل ہوجائے تو یہ زندقہ والحاد ہے حق تعالیٰ پناہ میں رکھے وہ اس اتصال سے بہت بالاتر ہے۔
(ص۱۷۵)

عبارت ہفتم:

شیطان اکثر جاہلوں کو حلول کے عقیدے میں ڈال دیتا ہے۔(ص ۲۱۲) اور کبھی ایسا پیش آتا ہے کہ صرف ایسے مقام پر پہنچتا ہے کہ جس چیز پر نظر ڈالتا ہے خدا تعالیٰ ہی کو پاتا ہے اور یہ مشاہدہ معرفت ہوتا ہے۔

اور اسی جگہ سے یہ قول مستنبط ہے کہ جس چیز کو بھی میں نے دیکھا خدا تعالیٰ کو پایا پس جب ایسا معاملہ پیش آتا ہے تو اعتقاد کر لیتا ہے کہ حق تعالیٰ ساری چیزوں میں حلول کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے اور اس خرابی سے نجات کی صورت یہ ہے کہ یقین کے ساتھ یہ بات جانے کہ یہ عظمت و کبریائی کا حجاب ہے ہر جگہ دکھائی دیتا ہے اور ظاہراً حق تعالیٰ تمام اشیاء کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شیء کے ساتھ قرب اور معیت رکھتا ہے اور ذرہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور باوجود اس کے حق تعالیٰ سب سے جدا ہے اور مخلوق اس سے مباین ہے۔

آخری عبارت:

آخری فیصلہ کن عبارت ملاحظہ کیجئے:

حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> اعتقاد صحیح وہ ہے جو صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے عقائد کے مطابق ہوا اور حق تعالیٰ کے نعوذ باللہ معطل ہونے اور الحاد تشبہ جسمیت وحلول اور اتحاد وغیرہ ان خرافات سے خالی ہو جو بدعتیوں اور اہل ہویٰ کی من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۶۱)

اس اشکال کا جواب حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ اور حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالی کی عبارت کی روشنی میں تحریر کرتا ہوں۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ:

دراصل ایک سوال کے جواب میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے تو چاہت یہ ہے کہ انہی کے الفاظ ذکر کروں چنانچہ مفتی صاحب فرماتے ہیں:

> ''ہمہ اوست'' مسئلہ وحدت الوجود کا ایک عنوان ہے جیسے کہ اصطلاح صوفیہ میں توحید عینیت، مظہریت وغیرہ بھی اسی مسئلہ کے مختلف عنوان ہیں۔حاصل اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے مقابلہ میں تمام ممکنات کا وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے، عام محاورہ

میں کامل کے مقابلے میں ناقص کو معدوم سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کسی بہت بڑے علامہ کے مقابلے میں معمولی تعلیم یافتہ کو یا کسی مشہور پہلوان کے مقابلے میں معمولی شخص کو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں، حالانکہ اس کی ذات اور صفات موجود ہیں مگر کامل کے مقابلے میں انہیں معدوم قرار دیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کامل کے سامنے تمام مخلوق کے وجود کو حضرات صوفیہ معدوم قرار دیتے ہیں حضرت شیخ سعدی نے دو مثالوں سے اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔

ارشاد ہے ۔

مگر دیدہ باشی کہ در باغ وراغ — بتابد بشب کرمکے چوں چراغ
یکے گفتیش اے مرغک شب فروز — چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز
ببیں کاتشیں کرمک خاک زاد — جواب از سر روشنائی چہ داد
کہ من روز وشب جز بصحرا نیم — ولے پیش خورشید پیدا نیم

دوسری مثال میں بیان فرماتے ہیں:

یکے قطرہ از ابرنیساں چکید — خجل شدہ چو پہنائے دریا بدید
کہ جائیکہ دریاست پن کیستم — گر اوہست حقا کہ من نیستم
ہمہ ہرچہ ہستند ازاں کمترند — کہ باہستیش نام ہستی برند

تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنیٰ نہیں کہ سب ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود کامل صرف واحد ہے بقیہ موجودات کالعدم ہیں ''ہمہ اوست'' کا بھی یہی مفہوم ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ کے دربار میں درخواست کرے بادشاہ اسے چھوٹے حکام کی طرف رجوع کا مشورہ دے اور یہ جواب دے کہ حضور آپ ہی سب کچھ ہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے سب حکام کالعدم ہیں۔

اسی طرح عینیت اصطلاح صوفیہ میں بمعنی احتیاج کے ہے، اس معنی سے جملہ مخلوق عین خالق ہے یعنی اس کی محتاج ہے پھر کبھی عینیت میں یہ قید لگا دیتے ہیں کہ اس احتیاج کی معرفت بھی ہو اس معنی سے صرف عارف کے لیے عینیت ثابت کرتے ہیں پھر بعض اوقات ایک قید مزید بڑھا دیتے ہیں کہ اس معرفت میں اس قدر استغراق ہو کہ جملہ حقوق حتیٰ کہ اپنی ذات کی طرف بھی التفات نہ رہے، وبہٰذا المعنیٰ، قال العارف الرومی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

آں یکے را روئے اوشد سوئے دوست
ویں یکے را روئے او خود روئے دوست

جاہل صوفیوں کے فتنہ سے امت کی حفاظت کے لیے اہل ارشاد نے وحدت الوجود کی اصطلاح کو وحدت الشہود سے بدل دیا ہے، اس میں فتنہ کا خطرہ نہیں کیونکہ اس میں غیر کے وجود کی نفی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جملہ موجودات میں سے شہود اور التفات صرف ایک ذات کی طرف ہے، واللہ اعلم بالصواب (احسن الفتاویٰ ج اص ۵۵۳)

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالی:

اسی طرح وحدت الوجود کے مسئلے میں حضرت مفتی صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذات باری تعالیٰ کا ہے اس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے ایک تو اس لیے کہ وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا۔

دوسرا اس لیے کہ ہر شئے اپنے وجود میں ذاتِ باری تعالیٰ کی محتاج ہے، لہٰذا جتنی اشیاء اس کائنات میں نظر آتی ہیں انہیں اگرچہ وجود حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں اس لیے وہ کالعدم ہے۔

اس کی نظیر یوں سمجھئے جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے وہ اگرچہ موجود ہیں لیکن سورج کا وجود ان پر اس طرح غالب ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ (فتاویٰ عثمانی ج اص ٦٦)

اس طرح کی تفصیل حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانویؒ صاحب نے شریعت وطریقت (ص ۳۱۰) میں فرمائی ہے، وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

مولوی عبدالوکیل صاحب کا تیسرا اعتراض اور اس کا جواب:

مولوی صاحب لکھتے ہیں: یقول کبیرھم و امیرھم فی حق رؤیۃ المیت جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف جائے تا کہ میت کو اگر حق تعالیٰ آنے والے کا کشف عطا فرما دے تو دیکھنے میں سہولت رہے اس لیے کہ جب میت قبر میں دائیں کروٹ لیٹتی ہے اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے اگر کوئی سرہانے کی جانب سے آئے تو میت کو دیکھنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہے۔

جواب: مولوی صاحب اس عبارت پر گرفت کرتے ہوئے سخت تنقید کرتے ہیں اور اس عبارت کو مولوی صاحب نے شرکیہ قرار دیا ہے کیونکہ مولوی صاحب نے جو عنوان باندھا ہے: ''ثبوت علم الغیب لغیر اللہ'' اس عنوان کے تحت چند واقعات ذکر کرنے کے بعد ان کو رد کرتے ہوئے مولوی صاحب نے وہ آیت لکھی ہے جس سے غیر اللہ کے لیے علم غیب کی نفی ہوتی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک یہ عبارت شرکیہ ہے اور اس سے غیر اللہ کے لیے علم غیب کے ثبوت کا توہّم ہو سکتا ہے۔ اگر یہ عبارت شرکیہ اور ایسی عبارت کو اپنی کتاب میں نقل کرنے سے شرک کی بو آتی ہے اور وہ کتاب واہیات، خرافات اور شرکیات پر مشتمل ہوتی ہے اور اعطاء الصفات المختصۃ باللہ للمخلوق لازم آتا ہے تو پھر یہ فتویٰ ذرا ہمت کر کے علامہ ابن الہمامؒ اور علامہ شامی رحمہ اللہ اور علامہ محدث ملا علی القاریؒ پر لگائیں تا کہ جو کسر باقی ہے وہ بھی پوری ہو جائے۔

دیکھئے علامہ ابن الہمامؒ صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں:

''وقالوا فی زیارۃ القبور مطلقا الاولی ان یاتی الزائر من قِبل رِجل المتوفی لا من قِبل رأسہ فانہ اتعب للبصر المیت'' (فتح القدیر ج۳ ص۹۴ المقصد الثالث آخر کتاب الحج)

اسی طرح علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

''وفی شرح اللباب لملا علی القاری رحمہ اللہ ثم من آداب الزیارۃ ماقالوا من انہ یأتی الزائر من قِبل رِجل المتوفی لا من قِبل رأسہ لانہ اتعب للبصر المیت'' (شامی ج۳ ص۱۵۱ مطلب فی زیارۃ القبور)

مولوی صاحب کا چوتھا اعتراض اور اس کا جواب:

مولوی صاحب نے فضائل اعمال کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوسنان کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ثابت رحمہ اللہ کو دفن کیا، دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(تحفۃ الاشاعۃ ص۳۰۴)

جواب : صرف حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے یہ واقعہ نقل نہیں کیا بلکہ علامہ ابن الجوزیؒ اور علامہ شمس الدین الذہبیؒ اور علامہ محدث ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ ان تمام ائمہ کرام نے جن کا اپنے دور کے بڑے محدثین میں شمار ہوتا تھا اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، چنانچہ بہت بڑے ناقد الرجال علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''**وانه رُءِ ی بعد موته یصلی فی قبره**'' (سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۵۴)

اسی طرح حُمید الطّویل کے حوالے سے محدث علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''**فلما سوینا علیه اللبن فسقطت لبنة فاذا انابه یصلی فی قبره**''

(صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۱۷۷)

اسی طرح محدث ابونعیم لکھتے ہیں کہ حُمید الطّویل کہتے ہیں ہم نے انہیں لحد میں اتارا جب اینٹیں برابر کررہے تھے تو اچانک ایک اینٹ گرگئی:''**فاذا رأیتهٗ یصلی فی قبره**''اچانک میں نے دیکھا کہ وہ یعنی ثابت البنانی رحمہ اللہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۹)

حضرت ثابت البنانی رحمہ اللہ کا ۱۲۰ھ کے بعد وصال ہوا جو کبار تابعین کا دور تھا تو کیا تابعین کے دور میں بریلوی تھے۔

مولوی صاحب آپ جب اس واقعہ کے نقل کرنے کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر بریلویت کا فتویٰ لگاتے ہیں اور ان واقعات کو ماننا آپ کے نزدیک غیر اللہ کے لیے علم غیب کو ماننا ہے تو کیا علامہ ابن الجوزیؒ، علامہ ذہبیؒ اور امام ابونعیمؒ پر بھی یہ فتوے لگائیں، کیا یہ حضرات غیر اللہ کو عالم الغیب مانتے تھے؟ کیا یہ سب بریلوی عقائد رکھتے تھے، یہ بہت بڑا الزام ہے اس کا جواب ضرور دیجیے گا۔

مولوی صاحب کا ایک پانچواں اعتراض اور اس کا جواب:

مولوی عبدالوکیل صاحب اپنی کتاب ''تحفۃ الاشاعۃ'' (ص ۳۰۱) پر فضائل صدقات، فضائل حج سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**ویقول کبیرهم فی حق کلام الاموات**''

اور اس واقعہ میں یہ الفاظ ہیں شیخ ابو یعقوب نسوی فرماتے ہیں کہ میرے ایک مرید کا انتقال ہوا تو میں نے غسل دیا دفن کیا اور جب میں نے اس کو قبر رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو لکھ کر مولوی صاحب یوں لکھتے ہیں:"**فاسمعوا الی اثبات الشرک واثبات عقیدۃ البریلویۃ والوثنیۃ**" مولوی صاحب کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ سنو کس طرح اس واقعہ کو لکھ کر شرک کو ثابت کیا گیا اور بریلویت اور بت پرستی کے عقیدے کو ثابت کیا گیا ہے۔العیاذ باللہ

جواب: مولوی صاحب نے اس واقعہ پر گرفت کرتے ہوئے جو اپنا فیصلہ سنایا تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب احادیث اور مستند تاریخ کی کتب سے ناواقف ہیں، مولوی صاحب نے اس اعتراض کو (ص۲۹۶) پر دوہرایا ہے اور مردے کے کلام بعد الموت کے واقعے کو نقل کرنے کی بنیاد پر حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ پر بریلوی، مشرک اور بت پرست ہونے کا ناجائز گمراہ کن فتویٰ صادر کیا ہے حالانکہ موت کے بعد کلام کرنا صحابی رسول ﷺ اور تابعی سے ثابت ہے۔

موت کے بعد حضرت زید بن خارجہؓ کا کلام فرمانا:

سیدنا حضرت زید بن خارجہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں اور ان کے والد بدری صحابی ہیں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی، ان کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد جب ان کا جنازہ تیار ہو گیا اور نماز پڑھانے کے لیے حضرت عثمان کا انتظار ہو رہا تھا تو دیکھا گیا کہ اچانک زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کر دی اور حضور ﷺ کی رسالت اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں صدق اور امانت کی شہادت دی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے"کلام بعد الموت" کی چھ روایات نقل کی ہیں اور لکھتے ہیں

:"**ھذا اسناد صحیح و لہ شواھد**" (ج۶ص۵۶)

اسی طرح (ج۶ص۵۷) پر لکھتے ہیں:

"**قلت ھٰذا اسناد صحیح**" (دلائل النبوۃ)

مزید لکھتے ہیں:

”وقد روی فی التکلم بعد الموت عن جماعة باسناد صحیحة“

(ج٦ص٥٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ذکرہ البخاری انہ تکلم بعد الموت“

(الاصابہ ج١ص٥٦٥)

یعنی بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ زید بن خارجہ ﷜ وہ صحابی ہیں جنہوں نے مرنے کے بعد کلام فرمایا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بات اپنی مشہور کتاب ”التاریخ الکبیر“ میں لکھی ہے فرماتے ہیں: ”شھد بدرا توفی زمن عثمان ﷜ ھو الذی تکلم بعد الموت“

(ج٣ص٣٢١)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”ذکرہ انہ المتکلم بعد الموت ابن سعد وابن ابی حاتم والترمذی ویعقوب بن سفیان والبغوی والطبرانی وابونعیم“ (تہذیب ج٢ ص٥٤٦)

امام ابوعمر ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”وھو الذی تکلم بعد الموت لایختلفون فی ذٰلک“ (الاستیعاب ج١ص٥٦١)

اس سے معلوم ہوا کہ زید بن خارجہ ﷜ کے کلام بعد الموت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

اسی طرح مشہور مفسر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”قصة زید بن خارجة وکلامہ بعد الموت وشھادتہ بالرسالة لمحمد ﷺ وبالخلافة لابی بکر الصدیق ثم لعمر ثم لعثمان ﷺ“ (البدایۃ والنہایۃ ج٦ص١١٤)

بلکہ ابن کثیر رحمہ اللہ مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”باب کلام الاموات وعجائبھم“

واقعات تو اور بھی ہیں مگر ماننے والوں کے لیے اس قدر کافی ہیں، لہٰذا میں مردے کے لیے کلام بعد

الموت کے ثبوت کے لیے اور واقعات کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔

مولوی صاحب سے ایک سوال:

مولوی صاحب! حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے جب کلام بعد الموت کے ایک واقعے کو نقل کیا ہے تو آپ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کے ذکر کردہ واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس واقعہ سے بریلویت اور بت پرستوں کے عقیدہ کا اثبات ہوتا ہے اور جب اس قسم کے واقعہ کو نقل کرنے والے پر بت پرست مشرک اور بریلوی ہونے کا الزام لگایا جا سکتا ہے تو پھر امام بخاری، امام ابن عبدالبر، امام بیہقی، ابن سعد، ابن ابی حاتم، امام ترمذی، ابونعیم، بغوی، طبری، ابن حجر عسقلانی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر ائمہ کرام جنہوں نے زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے کلام بعد الموت کو ذکر کیا ہے تو پھر ان ائمہ دین پر کیا مشرک ہونے اور بت پرستی کی راہ ہموار کرنے اور بریلویت کا پرچار کرنے والے جیسے خطرناک گمراہ کن فتوے جاری کریں گے؟ حالانکہ جو بات حضرت شیخ رحمہ اللہ نے لکھی ہے وہی بات انہوں نے لکھی ہے اور کیا ان ائمہ کرام کے حق میں یوں عنوان باندھے گے کہ: ''یقول کبراء هم فی حق کلام الاموات'' کہ تبلیغیوں کے بڑے یعنی امام بخاریؒ، ابن حجرؒ وغیرہ مُردوں کے کلام بعد الموت بطورِ کرامت مانتے ہیں لہٰذا ان کی کتابوں میں خرافات، شرکیات، واہیات، اعطاء الصفات المختصۃ باللہ للمخلوق پر مشتمل عبارات پائی جاتی ہیں، العیاذ باللہ۔

اگر اس قسم کے واقعات لکھنے کے باوجود ان تمام ائمہ کرام کی کتب صحیح ہیں قابل عمل ہیں اور یہ ائمہ کرام خالص موحدین اور مسلمان ہیں تو پھر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر خطرناک سنگین قسم کے الزامات اور فتوے کیوں جاری کر دیئے جاتے ہیں، وجہ فرق بتائیں؟

آپ کی نظر سے کیا یہ حدیث نہیں گزری؟: ''من عادی لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب'' کیا آپ کا دل نہیں کانپتا کہ آپ اتنے بڑے محدث اور ولی کامل پر بلا وجہ آنکھیں بند کر کے کفار کو خوش کرنے کے لیے اتنا سخت ترین فتویٰ جاری کرتے ہیں فوری طور پر توبہ کر لیں اور پوری جماعت سے معافی مانگیں اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے بعد میں حسرت اور ندامت سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا، یہ میری خیرخواہانہ نصیحت ہے برا نہ مانئے گا۔

مولوی عبدالوکیل صاحب کا سب سے وزنی اعتراض:

مولوی صاحب نے کشف اور کرامات کے واقعات پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اگر ان کشف اور کرامت کو درست مان لیا جائے تو پھر ولی کو برتری نبی ﷺ پر ثابت ہوگی اور ظاہر ہے کہ ساری دنیا کے اولیاء مل کر بھی نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے، لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ تمام واقعات کشف اور کرامات کے ضمن میں جو واقعات حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھے ہیں یہ سب جھوٹ اور باطل ہیں۔''

اور اس اعتراض کو مولوی صاحب نے بار بار دوہرایا ہے۔ جس کا خلاصہ میں نے اپنے الفاظ میں نے نقل کر دیا ہے ان کے الفاظ بہت ہی زیادہ سنگین اور خطرناک ہیں اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ ایک الزامی اور ایک تحقیقی، دونوں جوابوں کو ملاحظہ فرمائیں۔

جواب اول:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق سے میں چند معتبر کرامات اولیاء ذکر کر رہا ہوں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے ظاہر نہیں ہوئیں لیکن اس کے باوجود کسی بھی محدث اور امام نے ان کرامات کا انکار نہیں کیا ہے۔

دیکھیں حضرت مریم ولیہ ہیں نبی نہیں ہیں، ان کو بے موسم پھل مل رہے ہیں مگر حضرت زکریا علیہ السلام جو اللہ کے نبی ہیں ان کو نہیں مل رہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں لیکن ان کے یہاں لڑکی بھی نہیں ہوئی اور بی بی مریم کو بغیر خاوند کے لڑکا عطا فرمایا۔

جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں اٹھائے لے جاتی تھی اس ہوا کو یہ حکم نہیں ملا کہ ہجرت کے سفر میں حضور ﷺ کو ایک لمحہ میں مدینہ منورہ میں پہنچا دے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں لیکن بلقیس کا تخت منٹوں میں حاضر ہونا سلیمان علیہ السلام کے صحابی کی کرامت ہے۔

مشہور سید التابعین ابو مسلم خولانی جو یمن سے مدینہ منورہ حضور ﷺ کی ملاقات کے لیے آ رہے تھے تاکہ صحابیت کا مقام حاصل ہو مگر ابھی وہ راستے میں تھے کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا اور وہ آ کر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور یہ وہ تابعی ہیں جنہیں اسود العنسی کذاب نے آگ میں ڈالا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ میں محفوظ رکھا۔

اس عظیم شخصیت کی ایک کرامت یہ ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو ایک روز ان کی اہلیہ نے فرمایا کہ آج گھر پر آٹا نہیں ہے تو ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے پوچھا کہ آپ کے پاس کوئی درہم و پیسہ وغیرہ ہے؟ تو اہلیہ نے کہاں ہاں ہیں، چنانچہ انہوں نے ان کو دیئے تو حضرت خولانی بازار گئے تو وہاں پر ایک سائل مانگنے والا ملا اور اس نے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ سے پیسے مانگے اور بڑا اصرار کیا کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات دیں تو حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے پیسے اس کو دے اور آٹے کی تھیلی کو برادہ اور مٹی سے بھر کر سیدھے گھر آئے اور گھر کے دروازے سے جلدی اندر پھینک دیا اور کہیں چلے گئے جب رات کو آئے تو گھر والی نے روٹی سامنے رکھی تو حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ یہ روٹی کہاں سے آئی تو انہوں نے جواب دیا کہ روٹی اسی آٹے کی ہے جو آپ تھیلی میں بھر کر گھر پر لائے تھے تو حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اس کرامت کو دیکھ کر رونے لگے۔

اس واقعہ کو علامہ ذہبیؒ اور امام نوویؒ جیسی شخصیات نے لکھا ہے، علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

”وعن عطاء الخراسانی ان امرأة الی مسلم قالت لیس لنا دقیق فقال هل عندک شیء قالت درهم بعنابه غزلا قال ابغنیه وهاتی الحراب فدخل السوق فاتاه سائل فالح فاعطاه الدرهم وملاء الجراب نشارة مع التراب فاتی وقلبه مرعوب منها وذهب ففتحته فاذا به دقیق حواری فعجنت وخبزت فلما جاء لیلا وضعته فقال من این هذا قالت من الدقیق فاکل وبکی“

(سیر اعلام النبلاء ج۵ ص۶۳، للذہبی و بستان العارفین للامام النووی ص۳۶۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک اور کرامت ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

ان اباحنيفة رحمه الله قرأ القرآن كله فى ركعة

(سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۵۳۵)

امام صاحب ایک ہی رکعت میں سارا قرآن کریم پڑھ کر ختم کر لیتے تھے۔

اسی قسم کی کرامت تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ علامہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: **كان عثمان رضی اللہ عنہ يحيى الليل بركعة يقرأ فيها القرآن**

(تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۲۶)

دیکھئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور امام اعظم رحمہ اللہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے اور بعینہ یہی بات حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے ایک رکعت میں قرآن کریم پورا معجزے کے طور پر پڑھ لیا ہو۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر تھے کہ حضور ﷺ کے لیے اس قسم کا معجزہ ظاہر فرماتے۔

ایک اور واقعہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ہے، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا کہ جاؤ مقام حرہ پر آگ لگی ہوئی ہے اس آگ کو ہٹا دو چنانچہ تمیم داری رضی اللہ عنہ وہاں جا کر اس آگ کو دھکے دیتے رہے، بالآخر وہ آگ ایک گھاٹی میں جا گھسی اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے لگے رہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: **فجعل تميم يحوشها بيده حتى دخلت الشعب ودخل تميم خلفها** (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۳)

دیکھئے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ والی کرامت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والی کرامت اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ والی کرامت اور اسی طرح امام اعظم والی کرامت بعینہ حضور ﷺ کے لیے بطور معجزہ کے ثابت نہیں۔

تو اب سوال یہ ہے کہ ان تمام حضرات کو حضور ﷺ پر برتری حاصل ہو گی؟

(العیاذ باللہ)

اسی طرح کیا حضرت بی بی مریم حضرت زکریا علیہ السلام سے افضل تھیں؟

کیا حضرت بی بی مریم کو حضرت صدیقہؓ پر برتری حاصل ہے؟

کیا حضرت آصف بن برخیا جو امتی تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ان کو حضرت سلیمان علیہ

السلام پر برتری حاصل تھی؟

اوراسی طرح کیا حضرت سلیمان علیہ السلام حضورﷺ سے افضل تھے؟

اگر کم درجے والے کے ہاتھ پر کوئی کرامت ظاہر ہو تو کیا اس کو بڑے درجے والے پر برتری حاصل ہو جاتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

مولوی صاحب کی منطق کی رو سے تو ان تمام مندرجہ بالا تمام کرامات کا انکار کرنا لازم ہے۔معلوم ہوا ہے کہ مولوی صاحب کی منطق غلط ہے اور حضرت شیخ الحدیث نے جو واقعات لکھے ہیں وہ سب کشف اور کرامت کے زمرے میں آتے ہیں۔

ان واقعات کی بنیاد پر حضرت شیخ الحدیثؒ کی کتب پر جو بے جا اعتراضات تنقیداً وارد کر دیئے ہیں، وہ سب غلط فہمی یا جہالت پر مبنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایسی ناروا باتوں سے محفوظ فرمائے۔آمین

تحقیقی جواب:

ولی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ جو اپنی قدرت سے خرقِ عادت کے طور پر کوئی کرامت ظاہر فرما دیتے ہیں وہ کرامت درحقیقت نبی کا معجزہ ہوتا ہے، کیونکہ اس ولی کو کرامت پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت اور تابعداری کی بدولت حاصل ہوئی ہے، اگر وہ پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کرے یا بغاوت کرے تو عذاب کا مستحق ہوگا نہ کہ کرامت کا۔

چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

”کل کرامة لولی معجزة لنبی قال القشیری: ان قیل کیف یجوز اظهار هذه الکرامات الزائدة فی المعانی علی معجزات الرسل قلنا هذه الکرامات لاحقة بمعجزات نبینا محمد ﷺ فکل نبی ظهرت له کرامة علی واحد من امته فهی معدودة من جملة معجزاته“ (بستان العارفین ص ۱۳۱)

ہر ولی کی کرامت نبی علیہ السلام کا معجزہ ہوتا ہے امام قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر اعتراض کیا جائے کہ اس قسم کی کرامات جس میں ایسی بات پائی جاتی ہے کہ جو معجزہ سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے

کیونکر صحیح ہوسکتی ہیں؟ ہم جواب دیں گے کہ اس قسم کی تمام کرامات ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں شمار کی جاتیں ہیں، ہر وہ نبی جس کے کسی امتی کے ہاتھ پر کرامت کا ظہور ہو وہ کرامت دراصل اس نبی کے معجزے میں شمار کی جاتی ہے۔

یہی بات قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری اور امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۵، اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے شرح میزان العقائد ص ۱۸۸ اور علامہ تفتازانیؒ نے شرح العقائد ص ۱۶۸ میں اور علامہ عمر النسفی العقائد النسفیہ میں فرمائی ہے اور حافظ ابن کثیرؒ نے البدایۃ والنہایہ ج ۶ ص ۱۱۱ پر ارشاد فرمائی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگی کہ ہر ولی کی ہر کرامت نبی علیہ السلام کا معجزہ ہوتا ہے جب ولی کو کرامت حضور ﷺ کی متابعت کی وجہ سے حاصل ہو رہی ہے تو وہ دراصل حضور ﷺ کے طفیل ہے تو لہٰذا ثابت ہوا کہ ولی کی کرامت کی وجہ سے ولی کی فوقیت اور برتری فضیلت حضور ﷺ پر ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر ساتواں اعتراض اور اس کا جواب:

غیر اللہ کیلئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے کا الزام:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک کشف مشہور ہے کہ وہ وضو کے استعمال شدہ پانی میں وضو کرنے والے کے گناہوں کا اثر معلوم کر لیتے تھے حضرت امام شعرانی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ نقل کیا ہے حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھی فضائل اعمال میں علامہ شعرانیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

مؤلف تحفۃ الاشاعۃ مولوی عبدالوکیل اس پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول لو کان الامر هٰکذا کما یقولون فلاحاجة للشهداء فی الاسلام ولایحتاج احد الی الیمین خصوصا فی زمن رسول الله ﷺ لان السارق یعلم بدون الشهداء ویعلم الزانی عند سقوط قطرات الماء من اعضائه وقت الوضوء بل هذا من المغیبات ولایعلمها الا الله (ص ۲۹۳)

ترجمہ: میں کہتا ہوں اگر یہ بات یعنی کشف کا معاملہ ہوتا جیسے کہ یہ تبلیغ والے کہتے ہیں تو اسلام

میں پھر گواہی قائم کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور کوئی بھی قسم لینے کا محتاج نہ ہوتا یعنی کسی مدعی علیہ سے مدعی کے لیے قسم لینے کی ضرورت ہی نہ ہوتی خصوصاً نبی علیہ السلام کے زمانے میں چور بغیر گواہوں کے معلوم کرلیا جاتا، اور زانی کو وضو کے پانی سے گرے ہوئے قطروں پہچان لیا جاتا بلکہ یہ غیب کی باتیں ہیں جس کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

مؤلف تحفۃ الاشاعۃ کا تبصرہ اور اشکال تو آپ حضرات نے ملاحظہ کرلیا کہ انہوں نے اس واقعہ کشف کو غیب میں شامل کیا اور اس واقعہ کو غلط ثابت کرنے کے لیے بے جا اشکالات کئے کہ پھر چور پر چوری اور زانی پر زنا ثابت کرنے کے لیے گواہی قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی یعنی گواہوں کے متعلق تمام آیات اور احادیث کا انکار لازم آئے گا وغیرہ وغیرہ۔

جواب: مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ کشف قطعاً علم غیب نہیں، تفصیل گذر چکی ہے ملاحظہ کریں، **فلانعیدہ**

مولوی صاحب کیوں صاف الفاظ میں نہیں کہتے کہ عبدالوہاب شعرانیؒ جو محدث بھی ہیں جھوٹ بولتے ہیں اور امام اعظمؒ نے اپنے لیے خود ہی ایک کرامت گڑھ لی ہے اصل بات یہ ہے کہ امام شعرانیؒ نے سچا واقعہ تحریر کیا ہے اور یہ واقعہ امام صاحب کی کرامات کے متعلق مشہور و معروف ہے۔

قارئین کرام ! جو اشکالات مولوی صاحب نے وارد کئے ہیں آپ نے ملاحظہ فرما لیے، کیا اس قسم کے اشکالات مندرجہ ذیل واقعات (جو احادیث نبویہ سے ثابت ہیں) پر وارد کرنے کے لیے مولوی صاحب کا ایمان اجازت دے گا اور وہ اپنے قلم جارح کو استعمال کریں گے۔

واقعات ملاحظہ فرمائیں:

ان واقعات سے امام رازیؒ نے استدلال کیا ہے۔ دیکھیں تفسیر کبیر ج ۲۱ ص ۷۵

پہلا واقعہ:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے نومولود بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ وہاں سے ایک سوار گزرا جو کہ بڑا ہی شاندار خوشحال شخصیت کا مالک تھا تو اس عورت نے دعا کی: اے اللہ! میرے بچے کو اس آدمی جیسا بنادے تو وہ دودھ پیتا بچہ دودھ چھوڑ کر سوار کی طرف متوجہ ہوا اور بولا:

اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا، پھر ماں کی چھاتی چوسنے لگا، ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی انگلی مبارک چوس رہے ہیں یعنی بچے کی عملی کیفیت بتا رہے ہیں۔

پھر وہاں سے ایک باندی کو گذارا گیا تو وہ عورت کہنے لگی اے اللہ میرے بچے کو اس باندی جیسا نہ بنا، اس بچے نے فوراً دودھ پینا چھوڑ کر کہا کہ اے اللہ مجھے اس باندی جیسا کر دیجیے، تو وہ عورت حیرت کے مارے کہنے لگی، ایسی دعا کیوں کی؟ تو وہ بچہ بولنے لگا کہ وہ سوار جو گذرا تھا وہ بڑا ظالم اور جابر وبدمعاش تھا اور یہ باندی جو تھی، اس کے متعلق لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی ہے، زنا کیا ہے

یقولون سرقت زنیت ولم تفعل (بخاری ج۱ص۴۸۴)

لیکن درحقیقت اس باندی نے نہ زنا کیا ہے اور نہ ہی چوری کی ہے۔

دیکھیں نومولود بچے کا گفتگو کرنا نہایت حیرت انگیز بات ہے۔

اصل میں اللہ تعالیٰ نے اس بچے کے دل میں اس ظالم آدمی اور پاک دامن عورت باندی کی حقیقت کا القاء فرمایا اور اس بچے سے اس کا اظہار بھی کروایا جب ایک بچے کے دل پر اس طرح حقیقت ظاہر ہو سکتی ہے تو امام اعظمؒ کا تو بہت بڑا مقام ومرتبہ ہے تو امام اعظم کے لیے بھی اس قسم کی کرامت ظاہر ہو سکتی ہے، یہ تو اللہ کی مرضی پر موقوف ہے کہ جس کو جس چیز کے متعلق چاہے علم عطا فرما دے۔

دوسرا واقعہ:

امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ کرامت کے ثبوت کے لیے بہت سے دلائل ہیں جن میں ایک دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں:

”ومنھا حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فی قصۃ جریج رحمہ اللہ انہ قال للصبی الرضیع من ابوک قال فلان الراعی“

یہ حدیث بخاری (ج۱ص۴۸۴) پر موجود ہے، جریج رحمہ اللہ ایک راہب تھے جس پر ایک بدکردار عورت نے زنا کا الزام لگایا تو اس نے اس عورت کے نومولود بچے سے پوچھا کہ من ابوک؟ تیرا اصل والد کون ہے تو اس چھوٹے بچے نے جواب میں کہا کہ فلاں چرواہا میرا والد ہے یعنی اس عورت کے ساتھ بدکاری اس چرواہے نے کی ہے آپ نے نہیں کی آپ پر بلاوجہ بہتان لگایا گیا ہے۔

مولوی صاحب سے سوال:

اب میرا سوال مولوی صاحب سے یہ ہے کہ پہلی حدیث مبارک میں صراحت ہے کہ اس بچے نے باندی کی پاک دامنی بیان کی اور ظالم و بدمعاش آدمی کی حقیقت بھی بتادی اور ظلم کرنا ایک گناہ ہے تو اس ظالم کے ظلم کا پتہ اس بچے کو کیسے چلا کہ یہ ظالم اس گناہ میں مبتلا ہے اور اسی طرح باندی کے متعلق لوگ جو کہہ رہے تھے کہ سرقت و زنیت کہ تو نے چوری کی ہے اور بدکاری کی ہے تو اس بچے نے کیسے کہا کہ لوگ بلا وجہ جھوٹا الزام لگا رہے ہیں اور یہ باندی اس بہتان سے پاک ہے۔ چوری اور زناء بھی تو گناہ ہیں تو ان کے نہ کرنے کا علم بچے کو کیسے ہوا؟ کیا وہ بچہ عالم الغیب تھا؟

اور آپ نے جو اشکال کیا ہے امام اعظم رحمہ اللہ کی کرامت پر اور یوں لکھا ہے: ''اقول لو کان الامر ھٰکذا ......الخ''

تو کیا یہ اشکال اس حدیث مبارک پر بھی کریں گے کہ جب بچے کے ذریعے سے کسی کا ظالم ہونا اور کسی کا پاک دامن ہونا ثابت ہوسکتا ہے اور ان لوگوں کا قاذفین ہونا ثابت ہوسکتا ہے تو پھر گواہی کی ضرورت کیا ہے؟ قسم لینے کی کیا پابندی ہے؟

اس طرح دوسرے واقعے میں تو اس سے بڑھ کر صراحت ہے کہ بچے نے صاف واضح الفاظ میں اپنی ماں کو زانیہ اور اس کے ساتھ بدکاری کرنے والے کا بتایا تو جب ایک بچے کے ذریعے سے کسی عورت پر زنا ثابت ہوسکتا ہے اور اسی طرح کسی آدمی پر زنا کرنے کی بات ثابت ہوسکتی ہے تو پھر زنا کے ثبوت کے لیے گواہوں کو قائم کرنے کیا ضرورت ہے۔؟

اور اسی طرح کیا وہ بچہ عالم الغیب تھا جو اس وقت پیدا ہی نہیں ہوا تھا، کیا اس حدیث مبارک سے ثابت شدہ واقعہ صادقہ کے متعلق یوں اظہار خیال کرنا پسند کریں گے کہ:

''بل ھذا من المغیبات ولا یعلمھا الا اللہ''

اور کیا امام بخاریؒ پر اس واقعے کو نقل کرنے کی وجہ سے کوئی تنقید کرنا پسند کریں گے یا یہ تنقید صرف حضرت شیخ کے لیے خاص ہے؟

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کشف کا واقعہ جس میں یہ صراحت ہے اس بات کی کہ انہوں نے ایک آدمی کی آنکھوں سے گناہ کو معلوم کیا اور یہ واقعہ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے: (کتاب الروح

ص ۳۵۷، بستان العارفین ص ۳۸۸، احیاء علوم الدین ص ۳۴، قرطبی ج ۵ ص ۳۳، تفسیر کبیر ج ۲۱ ص ۷۵)

کیا مولوی صاحب اس واقعہ کے متعلق بھی یوں لکھیں گے ”لو كان الامر هكذا كما يقولون فلاحاجة للشهداء في الاسلام......الخ“

اور اسی طرح اس واقعہ کے نقل کرنے والے امام رازی، امام قرطبیؒ، ابن القیمؒ، امام غزالیؒ، امام نوویؒ رحمہم اللہ پر تنقید کریں گے اور کیا ان بزرگوں کی کتابوں میں بھی خرافات واہیات، شرکیات موجود ہیں یا یہ تنقید صرف امام اعظمؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے لیے وقف ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ پر مولوی عبدالوکیل کا ایک اور اعتراض:

مولوی عبدالوکیل لکھتے ہیں: ”ويقول الشيخ زكريا في حق كرامة والده“ ایک بزرگ جو میرے والد صاحب کے دوست اور مخلص خدام تھے وہ بڑے صاحب کشف تھے کشف قبور میں بہت بڑے سید تھے وہ والد صاحب کے انتقال کے دوسرے دن ان کی قبر پر حاضر ہوئے والد صاحب نے ان سے تین باتیں فرمائیں

(تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۹)

اس واقعہ پر مولوی صاحب گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کشف قبور مان لیا جائے تو اس سے امتی کی برتری پیغمبر پر ثابت ہوتی ہے۔

جواب: اگر شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نقل کردہ واقعہ کشف سے امتی کی برتری پیغمبر پر لازم آرہی ہے تو بتائیں کہ کشف قبور تو مولانا حسین علی رحمہ اللہ جو اپنے دور میں رئیس الموحدین تھے ان سے بھی ثابت ہے۔

اور اسی طرح شاہ عبدالعزیز اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ سے بھی کشف قبور ثابت ہے اور کشف کوئی حجت نہیں ہے کہ اس پر اعتراض کیا جائے۔ اگر اعتراض کرنا ہے تو کیا حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ کے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے کشف پر بھی آپ شرک کا فتویٰ دیں گے اور ان کے کشف پر تنقید کر کے اسے علم غیب لغیر اللہ کے ثبوت کا ذریعہ قرار دیں گے نیز کیا ان حضرات کی کتابوں میں بھی خرافات اور شرکیات موجود ہیں یا ان بزرگوں نے

بھی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفت علم غیب میں شریک قرار دیا ہے یا کیا کشف کی بنیاد پر ان بزرگوں کو یہودیت اور عیسائیت اور شرک وکفر کی طرف بلانے والے ہونے کے فتوے دیں گے؟ کیا یہ بزرگان دین آپ کے جارحانہ فتوؤں سے بچ سکیں گے؟

کشف قبور اور رئیس المؤحدین شیخ المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ:

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنی املائی تفسیر بلغۃ الحیران کی ابتداء میں اپنا ایک مکاشفہ لکھا ہے اس واقعہ کو مولانا عبدالمعبود نے بھی سوانح شیخ القرآن (ص ۱۹۹) میں لکھا ہے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "وقعدت عند مزار الامام الربانی فقال لی فی المکاشفۃ بیان مسئلۃ التوحید اعلی درجۃ عن السلوک" (بلغۃ الحیران ص ۸، سوانح شیخ القرآن ص ۱۹۹)
>
> میں امام ربانی مجدد الف ثانی کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھے بطورِ کشف کے فرمایا مسئلہ توحید کو بیان کرنا سلوک وتصوف کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا دوسرا مکاشفہ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ مولانا حسین علی رحمہ اللہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی قبر پر آئے اور کافی دیر تک وہاں مراقبہ کیا اور کشف کے طور پر مجھ سے فرمایا کہ حسین علی قبر کی زندگی میں آ کر معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی حفاظت سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔ (بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت ص ۱۳، ج ۲۷، شمار ۲۲، ۸ / جون ۲۰۰۸ء)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی میں لکھتے ہیں:

سوال: کسے صاحب باطن صاحب کشف بر قبور ایشاں مراقب بچیزے از باطن اخذمی تواں نمود یانہ

جواب: می تواں نمود (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۶۴)

ترجمہ: کسی صاحب باطن یا صاحب کشف کو قبور سے فیض حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: حاصل ہوسکتا ہے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے القول الجمیل ص ۸۵ میں لکھا ہے۔

حضرت عمر فاروق ص کا میت کے ساتھ کلام کرنا اور میت کا اپنے حال کے بارے میں بتانا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نوجوان مسجد میں کثرت کے ساتھ عبادت کرتا تھا ایک عورت نے دیکھا تو وہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوگئی اس کو اپنے نفس کی طرف بلایا اور ہمیشہ اس کو ورغلاتی رہی حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ نوجوان اس عورت کے گھر میں داخل ہو جائے لیکن قرآن مجید کی یہ آیت اس کے ذہن میں آئی اور اس کی تلاوت کی

:"ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرون"

یقیناً جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو کوئی خطرہ، گناہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو فوراً اللہ کے عذاب کو یاد کرتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس آیت کو پڑھ کر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا اور گر گیا، پھر ہوش آیا تو دوبارہ اس آیت کی تلاوت کی پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے جان دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی تعزیت کے لیے ان کے والد صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور چونکہ اس نوجوان کو رات ہی کو دفن کیا گیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکے تھے، اس لیے اس کی قبر پر گئے اور اس نوجوان کو مخاطب کر کے آواز دی:

یا فتی ولمن خاف مقام ربہ جنتان فاجابہ الفتی من داخل القبر یا عمر قد اعطانیھا ربی فی الجنۃ (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۲۷۹، حیاۃ الصحابۃ ج۳ ص ۸۲۱، روضۃ المحبین لابن القیم رحمہ اللہ ص۳۱۷)

دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کو آواز دی اور قبر کے اندر سے اس نوجوان نے جواب دیا کہ اے عمر مجھے اللہ نے دو باغ عطا فرمائے ہیں۔

اس طرح ہونا عام قانون تو نہیں ہے مگر خرق عادت کے طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اس نوجوان کے

درمیان گفتگو ہوئی اور حضرت شیخ الحدیث نے بھی تو اسی طرح لکھا ہے کہ میرے والد صاحب کے دوست اور والد صاحب کے درمیان بطور کرامت کے گفتگو ہوئی۔

مولوی صاحب سے سوال:

اب میرا سوال یہ ہے کہ اس واقعہ کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ، علامہ محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اور علامہ ابن القیم رحمہم اللہ نے بحوالہ امام حاکم، امام بیہقیؒ نے ابن عساکرؒ کے حوالے سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو کیا ان تمام کتابوں میں خرافات اور واہیات مذکور ہیں اور ان کتابوں سے شرک کی بو آتی ہے اور ان ائمہ عظام نے اس واقعہ کو نقل کر کے کیا شرک کا دروازہ کھولا ہے اور کیا ان ائمہ عظام نے امتی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی برتری اور فوقیت علی الانبیاء قائم کی ہے ذرا سوچ کر جواب عنایت فرمائیں۔

مولوی صاحب کا نواں اعتراض اور اس کا جواب:

مولوی صاحب نے فضائل صدقات میں سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں ہے کہ ایک اللہ والے کو دورانِ طواف پاؤں کے نیچے معدنیات سونا، چاندی وغیرہ نظر آ رہے تھے۔

(تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۴)

اس واقعہ کے تحت مولوی صاحب نے جو لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

ویستفاد من هذه الواقعة امور ان الانسان یعلم الغیب وهو یری ماتحت رجلیه .

کہ انسان علم غیب جانتا ہے اور وہ اپنے پاؤں کے نیچے چھپے ہوئے اشیا کو دیکھ لیتا ہے۔

جواب: یہاں پر مولوی صاحب کو وہی غلط فہمی ہوئی کہ علم غیب اور کرامت و کشف کو ایک ہی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے بطور کرامت کے اگر کسی پوشیدہ چیز دیکھ لینا علم غیب ہے تو پھر بتائیں کہ حضرت عمرؓ نے جو ۱۵۰۰ میل دور مجاہدین کے لشکر کو آواز دی تھی اور حضرت مدینہ منورہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور یہ واقعہ معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔ مشکوٰۃ (ص ۵۴۶) باب الکرامات میں موجود ہے:

وعن ابن عمر ؓ ان عمر ؓ بعث جیشا وامر علیهم رجلا یدعی

سارية فبينماعمر يخطب فجعل يصيح يا سارية الجبل فقدم رسول من الجيش فقال يا امير المؤمنين لقينا عدونا فهزمونا فاذا بصائح يصيح يا سارية الجبل فاسندنا ظهورنا الى الجبل فهزمهم الله تعالىٰ . (مشکوۃ ص۵۴۶،البدایہ والنہایہ ج۷ص۱۳۹،الاصابہ ج۳ص۵۳،تفسیر کبیر ج۲۱ص۷۷شرح العقائد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا اوران پر ساریہ نامی آدمی کو امیر مقرر کیا تو جب حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آواز دی یا سارية الجبل کہ اے ساریہ پہاڑ کی جانب ہوجاؤ پھر بعد میں لشکر سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین ہمارا دشمن سے سامنا ہوا اور انہوں نے تمہیں شکست دے کر پیچھے ہٹایا تو اچانک ایک بلند آواز پکارنے والے نے پکارا کہ اے ساریہ پہاڑی کی طرف ہوجا ہم نے اپنی پشت پہاڑ کی طرف کردی تو اللہ نے اس تدبیر کے ذریعے سے دشمن کو شکست دی۔

قارئین کرام ! اب دیکھئے حضرت عمرؓ نے پندرہ سو میل دور دیکھا اور آواز دی اور آواز لشکر نے سن لی اگر اپنے پاؤں کے نیچے بطور کرامت مخفی چیز کو دیکھنا علم غیب ہے تو بتائیں اتنے دور سے دیکھنا کیا علم غیب نہیں ہوا اور جب اتنے دور سے دیکھنا علم غیب نہیں ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کے سامنے رب تعالیٰ نے پردے ہٹادیئے اور بطور کشف کے دور سے دیکھا تو کسی ولی کو بطور کرامت کے قریب ہی پاؤں کے نیچے خزانہ نظر آئے اور وہ بھی اللہ کے دکھلانے کی وجہ سے،تو اس میں کون سی قباحت اور علم غیب والی بات لازم آرہی ہے۔

اگر کشف کے ذریعے سے مخفی چیز کا نظر آجانا علم غیب ہے اور جن کتابوں میں ایسے واقعات مذکور ہیں وہ خرافات، واہیات اور شرکیات پر مشتمل کتابیں قرار دی جائیں تو پھر صاحب مشکوۃ شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیبؒ ،حافظ ابن کثیرؒ،حافظ ابن حجرؒ،امام رازیؒ،علامہ تفتازانیؒ اور علامہ ذہبیؒ وغیرہ ان تمام ائمہ کرام نے بھی اپنی کتابوں میں خرافات اور واہیات اور شرکیات، ذرائع علم غیب لغیر اللہ وغیرہ نقل کی ہیں اور ایسے ’’غلط واقعات‘‘ کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے۔اگر حضرت شیخؒ کو کشف کے

واقعات نقل کرنے کیوجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا ہے تو ان مندرجہ بالا ائمہ کرامؒ کے نام بھی آپ کو شامل کرنا پڑیں گے تاکہ آپ کی حق پرستی کا پتہ چل جائے۔

اسی طرح مفسرین کرام نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ نقل کیا ہے علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"فکشف لها عن بیتها فی الجنة" اور اس کشف کو ایک صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے۔

(روح المعانی ج۲۸ص۴۹۵)

حوالہ دوم:

قال ابن الجوزی رحمہ اللہ فکشف لها عن بیتها فی الجنة حتی رأته قبل موتها (زادالمسیر ج۸ص۸۴)

قال ابن کثیر فکشف الغطاء عن ثوابها ومنزلتها وکرامتها فی الجنة لأ مرة فرعون حتی رات۔(ابن کثیر ج۴ص۱۹۴)

قارئین کرام! دیکھئے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو جب اللہ نے اس کے جنتی مقام وگھر کو دنیا سے تمام پردے ہٹا کر دکھلایا، حالانکہ دنیا ایک الگ عالم ہے اور جنت ایک الگ عالم بالا میں ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اتنی دور سے بھی اللہ والا کسی جگہ کو دیکھ سکتا ہے تو پھر پاؤں کے نیچے جو زیادہ دور بھی نہیں ہے بطور کرامت کے دیکھنا کیونکر محال ہے اور اگر ایسے کشف کو ماننا علم غیب ہے، اگر ہر مخفی چیز کو باعلام اللہ دیکھنا شرک ہے اور خرافات واہیات میں داخل ہے نیز اگر انہی کرامت کو نقل کرنے والا وثنی اور بریلوی ہے تو پھر کیا فرماتے ہیں علامہ عبدالوکیل مندرجہ ذیل مفسرین کے بارے میں جنہوں نے حضرت آسیہؓ کا مندرجہ بالا کشف کا واقعہ نقل کیا ہے۔ مثلاً علامہ آلوسیؒ، علامہ ابن الجوزیؒ، علامہ ابن کثیر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کیا ان تمام کتب میں یعنی تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر زادالمسیر میں شرکیات، واہیات، خرافات، رائحۃ الشرک، اعطاء الصفات المختصۃ باللہ للمخلوق جیسی عبارات موجود ہیں؟ اور کیا آپ ان مفسرین پر یہ عبارت منطبق کریں گے جو آپ نے حضرت شیخ پر فٹ کی ہیں کہ:

ان الانسان یعلم الغیب

مولوی عبدالوکیل کا ایک اعتراض:

مولوی عبدالوکیل صاحب نے پانچواں واقعہ نقل کیا ہے لکھتے ہیں:

يقول رئيس الجماعة زكريا ......

یعنی اس جماعت کا بڑا زکریا کہتا ہے میرے چچا جان نے انتقال کے وقت آخری رات میں فرمایا تھا میرا جی چاہتا ہے کہ خوب غسل کروں اچھے کپڑے پہنوں اور خوشبو لگاؤں یہ بھی فرمایا تھا کہ آج میری آخری رات ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اچھی طرح رہوں۔ (تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹٦)

اسی طرح الواقعہ السادسہ نقل کر کے لکھتے ہیں:

يقول رئيسهم ......الخ

پھر آگے واقعہ نقل کیا ہے میری والدہ کی وفات والی رات کو والدہ نے افطاری کے بعد شب کو شدید اصرار کیا تھا کہ روٹی جلدی کھالیں۔

حکیم جی صاحب نے مسجد میں مجھ سے فرمایا کہ تراویح میں صرف آدھا پارہ پڑھ لو جلدی ختم کرو اور سیدھے اپنے گھر چلے جانا اور جب میں گھر آیا تو میری والدہ کو نزع شروع ہو چکا تھا

اور اسی طرح الواقعة التاسعة نقل کر کے لکھتے ہیں:

شیخ ابو یعقوب سنوی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے بعد مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا اور طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا۔

(تحفۃ الاشاعۃ ۳۰۱)

ان تینوں واقعات کو نقل کر کے مولوی صاحب نے زبردست تنقید کی ہے آخری واقعہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **فكما لا تدرى بارض الموت فكذا لا تدرى بيوم الموت و كذا الموت من المغيبات اى وقتة.** (ص ۳۰۲)

اسی طرح واقعہ سادسہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و كيف اخبر امه عن موتها فكيف اخبر حكيم جى بقرب اجلها فاما تدعون ان حكيم جى كان من الانبياء فهذا كفر واما تقولون بان هذا كذ ب مختلق فهذا فلاح (ص ۲۹۷، ۲۹۸)

جواب: قارئین کرام! اہل السنہ علمائے دیوبند کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ''وما تدری نفس بای ارض تموت'' تمام ذی روح کی موت کا وقت اور مکان، حالت اور کیفیت کے متعلق اللہ ہی جانتا ہے، اس بات کی تمام جزئیات اور کلیات کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، تمام ذی روح کی موت کے متعلق کہ کب آئے گی؟ اور کیسی حالت میں آئے گی؟ کس طرح آئے گی؟ اپنی موت مرے گا یا کسی اور حادثہ کے ذریعہ، ایمان کی حالت میں یا کفر کی حالت میں، جلدی مرے گا یا لمبی عمر گزارنے کے بعد مرے گا، دن کو یا رات کو مرے گا، اکیلا مرے گا یا دیگر لوگوں کے ساتھ ہو کر موت آئے گی، ان تمام باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ کو علم نہ تھا:

فمات ولم یعلم النبی ﷺ بموته (ج۱ص۱۷۸)

ہاں جب اللہ تعالیٰ چاہے اور جس کے لیے چاہے، کسی ایک جزئی موت کے بارے میں اطلاع دے دیں اور اس کو بتلا دیں۔ الہام اور کرامت کے طور پر یہ ممکن الوقوع ہے بلکہ اس کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ میں صرف چند واقعات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقل کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنی موت کی اطلاع دینا:

قارئین کرام! بخاری شریف میں ایک روایت موجود ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرض الوفات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

فی ای یوم توفی رسول الله ﷺ قالت یوم الاثنین قال فای یوم هذا قالت یوم الاثنین قال ارجوا فیما بینی وبین اللیل ۔(بخاری ج۱ص۱۸۶)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے دن پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آج کون سا دن ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ پیر کا دن تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میری وفات ہو جائے گی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مولوی صاحب نے خود ہی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے امام طبری کے حوالے سے جس میں یہ الفاظ چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں:
"انی لارجو ان اموت من یومی هذا" مجھے امید ہے کہ آج کے دن میری موت واقع

ہو جائے گی۔

دوسرا واقعہ:

اسی طرح بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد صاحب نے جنگ احد کے موقع پر رات کو مجھے بلایا اور فرمایا کہ:

" ما ارانی الا مقتولا فی اول من یقتل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم "

کہ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلے جنگ میں شہید کر دیا جاؤں گا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: "فکان اول قتیل" سب سے پہلے میرے والد صاحب ہی شہید کر دیئے گئے (بخاری ج ۱ ص ۱۸۰، مشکوۃ باب الکرامات ج ۲ ص ۵۴۴)

قارئین کرام! دیکھئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے والد عبداللہؓ نے اپنی موت کی خبر دی، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آج رات میری وفات ہو جائے گی اور جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ نے کتنے اعتماد کے ساتھ کہا کہ کل جنگ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے اول میں شہید کر دیا جاؤں گا۔ کیا انہوں نے کل آنے سے قبل اپنی موت بصورت شہادت کی خبر نہیں دی اور کیا آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عبداللہؓ پر یہ فتویٰ لگائیں گے، جو حضرت شیخ پر لگائے ہیں۔ مثلاً:

فکیف اخبر ابو بکر وعبدالله رضی الله عنهما عن موتهما وکیف اخبرا بقرب اجلهما فماتدعون ان ابا بکر وعبدالله کانا من الانبیاء فهذا کفر واما تقولون هذا کذب مختلق فهذا فلاح (العیاذ باللہ، نقل کفر کفر نہ باشد)

کیا ابوبکر وعبداللہ رضی اللہ عنہما عالم الغیب تھے ان دونوں صحابہ کرام پر علم غیب کی نفی کے متعلق تمام آیات منطبق کریں گے، کیا امام بخاری کی کتاب اصح الکتب بخاری شریف میں خرافات واہیات ہیں اور کیا ایسی عبارات ہیں جن سے شرک کی بو محسوس ہو رہی ہے (العیاذ باللہ)

یا فتوے صرف حضرت شیخ کے لیے وقف شدہ ہیں اور کیا اسی طرح آپ کی اپنی کتاب تحفۃ الاشاعۃ میں خرافات ہیں اور شرک کی بدبو آرہی ہے، ذرا ہوش سنبھال کر سوچ سمجھ کر جواب عنایت فرمائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق امام ابوعمر حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

وکان عثمان یمر بحش کوکب فیقول سید فن ھھنا رجل صالح (الاستیعاب لابن عبدالبر ج۳ ص ۱۶۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ''حش کوکب'' (ایک جگہ کا نام ہے جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خریدا تھا اس) کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اس جگہ ایک نیک آدمی کی یعنی خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوگی اور شہادت کے بعد اسی جگہ تدفین ہوئی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فکان عثمان بن عفان یقول یوشک ان یھلک رجل صالح فیدفن ھناک فکان عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اول من دفن ھناک۔(طبقات ابن سعد ج۲ ص ۹۵)

قارئین کرام! دیکھئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبل از وقت شہادت سے پہلے اپنے دفن ہونے کی جگہ کو بتایا کہ اس جگہ ایک نیک انسان یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوگی تو کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عالم الغیب تھے؟ قبل از وقت اپنے دفن ہونے کی جگہ کی نشاندہی کی اور کیا یہ بھی وما تدری نفس بای ارض تموت کے خلاف ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی موت کسی جگہ واقع ہوگی اور کس جگہ اس کی تدفین ہوگی۔ ہاں! جب اللہ تعالیٰ جزوی طور پر کسی شخص کو اس کی خبر کردے تو پھر ایسا ممکن ہے لیکن اس سے عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا، عالم الغیب تو اللہ تعالی کی ذات ہے کہ وہ ہر ذی روح، انسان ہو یا جنات یا حیوانات ہر ایک کی موت کی جگہ سے واقف ہیں، بلکہ اگر ایک ہزار سال کے بعد کسی نے پیدا ہونا ہے تو اس کی موت اور موت کی جگہ سے بھی اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں۔ مولوی عبدالوکیل صاحب حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کوئی عبارت ان کی کسی کتاب سے نہیں دکھا سکتے کہ جس میں حضرت شیخ رحمہ اللہ نے لکھا ہو کہ کوئی نبی یا ولی یا صحابی تمام ذی روح انسان، جنات یا حیوانات کی موت سے آگاہ ہیں۔

البتہ جھوٹ کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں، اگر مولوی صاحب کو ایک جزوی بات پر اعتراض ہوا اور وہ اسے کفر وشرک سمجھتے ہیں تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ودیگر تمام جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیا فتوی لگائیں گے اور ان صحابہ کرام کے ان واقعات کو نقل کرنے والے امام بخاریؒ، امام ابن سعدؒ، امام ابن عبدالبرؒ محدث امام ابن حجر عسقلانیؒ، اور علامہ طبری رحمہم اللہ جیسے تمام محدثین عظام انہی فتووں کے مصداق ہوں گے جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر لگائے گئے ہیں۔ کیا مندرجہ بالا ائمہ کرام کی کتب میں خرافات، شرکیات واہیات موجود ہیں؟ العیاذ باللہ! یا صرف حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ آپ کی ضد ہے، تعصب ہے، ان پر آپ نے بلاوجہ خالص جھوٹ پر مبنی الزامات تراشے ہیں۔

قارئین کرام! اصل بات یہ ہے کہ سلفیوں، غیر مقلدین سے ریال حاصل کرنا ہیں۔ لہذا اگر مولوی صاحب ان تمام ائمہ کرام پر فتوی صادر کریں گے تو ریال ملنا بند ہو جائیں گے اور اگر حضرت شیخ پر فتوی صادر کریں گے تو پھر ریال کی بارش ہوگی اور زیادہ ان کی خارش ہوگی یہ ان کی سازش ہوگی لیکن ان شاء اللہ ناکام ان کی کاوش ہوگی۔

ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ایک واقعہ فضائل حج میں نقل کیا ہے، اس واقعہ میں ایک بڑھیا کے متعلق یہ مذکور ہے اس نے ابراہیم خواصؒ سے کہا کہ یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آ گیا ہے اس کو دل سے نکال دے ۔

اس واقعہ کو مولوی صاحب نے شرکیہ قرار دیا ہے اور اس واقعہ کو نقل کرنے کی وجہ سے حضرت شیخ پر شرک کا فتوی صادر کیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس میں بڑھیا کے متعلق یہ مذکور ہے کہ اس نے ابراہیم خواص رحمہ اللہ سے کہا کہ یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آ گیا اس کو دل سے نکال دے۔ اس کو لکھنے کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

يفهم منها ان العجوزة تعلم الغيب وهى عالمة بما فى الصدور

(تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۱)

کہ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عورت غیب کی باتیں جانتی ہے اور دل کے اندر چھپے

ہوئے رازوں سے واقفیت رکھتی ہے۔

جواب: مولوی صاحب نے اس واقعہ کو نقل کر کے جو تنقید کا انداز اختیار کیا ہے اس میں انکو چند غلط فہمیاں ہوئی ہیں پہلی غلط فہمی یہ ہوئی ہے کہ کشف کو علم غیب قرار دیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے اس کی تفصیل آپ نے ابھی ملاحظہ کی ہے کہ کشف اور علم غیب میں فرق ہے۔

دوسری غلط فہمی یہ ہوئی ہے کہ جب اس عورت نے ایک دل کی بات بتادی تو یہ علم غیب ہوا اور علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ازالہ غلط فہمی: اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے اپنی قدرت اور مشیئت سے کسی ولی کو بطور کرامت کے کسی کے دل کی بات پر مطلع فرمادیں تو یہ ممکن ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ولی تمام لوگوں کے دلوں سے واقف ہوجاتا ہے اور علیم بذات الصدور بن جاتا ہے۔ مخلوق کے لیے اس طرح کا عقیدہ رکھنا بلا شک کفر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے بتانے سے احیاناً کسی ولی کے سامنے کسی کے دل کی کوئی ایک بات ظاہر ہوجاتی ہے اور یہ کوئی کفر نہیں ہے۔

یہ بات صرف شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کتاب فضائل حج میں نہیں بلکہ بڑے بڑے محدثین کی کتابوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات مذکور ہیں تمام واقعات کو نقل کرنا میرے بس کی بات نہیں میں صرف چند واقعات نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

عظیم محدث ناقد الرجال علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

> حافظ ضیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ ابوموسی ابن عبدالغنی رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ میں والد محترم کے پاس موجود تھا اور میرے والد محترم یعنی عبدالغنی المحدث سفیان ثوری رحمہ اللہ کے فضائل بیان فرما رہے تھے:
>
> فقلت في نفسي ان والدى مثله فالتفت الي وقال اين نحن من اولئک
>
> (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ / ص۴۳)
>
> میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ میرے والد محترم سفیان ثوری رحمہ اللہ جیسا مقام رکھتے ہیں تو فوراً میرے والد نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا کہ کہاں ہم اور کہاں سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مقام و مرتبہ۔

قارئین کرام! اس واقعہ میں صراحت ہے کہ ابوموسی رحمہ اللہ نے جو دل میں بات کہی تو ان

کے والد جو کہ عظیم محدث تھے، انہوں نے ان کی دل والی بات کا جواب عطا فرمایا اور اس واقعہ کو علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے نقل کیا اور عنوان باندھا: ومن فراسته و کرامته اگر شیخ الحدیث پر یہ واقعہ نقل کرنے کی وجہ سے شرک کا فتوی لگ سکتا ہے تو علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

دوسرا واقعہ:

اسی طرح دوسرا واقعہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حافظ عبدالغنی المحدث کا منبر چھوٹا تھا جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو آسانی سے نظر نہیں آتے تھے، لوگ سر اٹھا اٹھا کر انہیں دیکھتے تھے۔ نصر بن رضوان المقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر یہ منبر تھوڑا اونچا کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ میرے دل میں یہ بات آتے ہی حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ حدیث شریف پڑھانے سے چند منٹ رک گئے اور فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات آ رہی ہے کہ منبر تھوڑا اونچا کر لیا جائے تو ایسا کرو کہ اس منبر کے نیچے کی طرف سے تھوڑی سی لکڑی لگا دو۔

قارئین کرام! دیکھئے حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ نے دوران تعلیم ایک آدمی کے دل کی بات کو سمجھ کر انہیں اونچا کرنے کی ترکیب بھی بتائی اور اس واقعہ کو علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے تو کیا علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو نقل کر کے شرک کا ارتکاب کیا ہے؟ کیا علامہ ذہبی کا عقیدہ یہ تھا کہ حافظ عبدالغنیؒ غیب کی باتوں کو جانتے تھے اور علیم بما فی الصدور تھے، اور کیا ان کی کتابوں سے شرک کی بدبو آ رہی ہے؟ یا صرف حضرت شیخ کی کتابوں سے آپ کو شرک کی بدبو آ رہی ہے یہ آپ کے دماغ کا فرق ہے، اس کا روحانی علاج کرنا ضروری ہے۔

حالانکہ علامہ ذہبیؒ کی سیر اعلام النبلاء وہ کتاب ہے جس سے آپ نے بھی بہت سے حوالے اپنی کتاب تحفۃ الاشاعۃ میں تحریر کئے ہیں۔

اب آپ سے یہ سوال ہے کہ کیا ان واقعات کو سامنے رکھ کر علامہ ذہبیؒ پر شرک کا فتوی لگا کر اس طرح استدلال کرنا جائز ہے کہ:

> یفهم منها ان الحافظ عبدالغنی یعلم الغیب وهو عالم بما فی الصدور وما هی الا عقیدة البریلین کما قلت فی کتابک (تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۱)

تیسرا واقعہ:

اسی طرح حافظ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

وکان شاب یصحب الجنید یتکلم علی الخواطر فذکر للجنید فقال ایش ھذا الذی ذکر لی عنک فقال له اعتقد شیئا فقال له الجنید اعتقدت فقال اعتقدت کذا وکذا فقال الجنید لا فقال اعتقد ثانیا قال اعتقدت فقال الشاب اعتقدت کذا وکذا فقال الجنید لا فقال اعتقد ثالثا قال اعتقدت فقال الشاب اعتقدت کذا وکذا قال لا فقال الشاب ھذا عجب وانت صدوق وانا اعرف قلبی فقال الجنید صدقت فی الاولی والثانیة والثالثة لکن اردت ان امتحنک ھل یتغیر قلبک (کتاب الروح لحافظ ابن القیم ص ٣٥٦)

ترجمہ: حضرت جنید رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک جوان رہتا تھا جو دوسروں کی قلبی باتوں کو بتادیتا تھا حضرت جنید رحمہ اللہ سے اس بات کو ذکر کیا گیا تو حضرت جنید رحمہ اللہ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ یہ لوگ تیری طرف سے کیا نقل کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ یہ صحیح ہے آپ بھی دل میں کوئی چیز سوچئے حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے سوچ لیا تو اس نے کہا کہ یہ سوچا ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غلط ہے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا کہ حضرت جنید رحمہ اللہ نے دل میں کچھ سوچا اور جوان نے بتایا اور حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہہ دیا کہ غلط ہے تین دفعہ کے بعد اس جوان نے کہا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آپ تو بڑے سچے ہیں اور میں اپنے دل سے زیادہ واقف ہوں تو حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ نے تینوں دفعہ صحیح کہا مگر میں تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا۔

چوتھا واقعہ:

اسی طرح امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی ایک واقعہ نقل کیا ہے:

وقال ابو سعید الخزاز دخلت المسجد فدخل فقیر علیه خرقتان یسأل شیئا فقلت فی نفسی مثل هذا کل علی الناس فنظر الی وقال اعلموا ان الله یعلم ما فی انفسکم فاحذوره قال استغفرت فی سری فنادانی وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عبادة (احیاء العلوم ج۳ ص۳۴ وهکذا فی کتاب الروح لحافظ ابن القیم ص ۳۵۷)

ترجمہ: ابوسعید الخزاز فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد حرام میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ اتنے میں ایک فقیر بھی داخل ہوئے جو دو پرانی چادریں اوڑھے ہوئے تھے لوگوں سے مانگ رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسے لوگ تو دوسرے لوگوں پر بوجھ ہوتے ہیں تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: "ان الله یعلم ما فی انفسکم فاحذروه" میں نے دل ہی میں توبہ کی تو اس نے فوراً دوسری آیت پڑھی "وهو الذی یقبل التوبة عن عباده"

پانچواں واقعہ:

مشہور محدّث اور شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

قال الامام المحدث الفقیه النووی رحمه الله: سمعت شیخنا وسیدنا الامام العارف الصالح ابا اسماعیل محمد ابن ابراهیم قال نظر الحافظ عبدالغنی ونحن جماعة فیهم یفتون فلما وضع رجله علی درجة الکرسی قلت فی نفسی بای شیء فضلک الله علینا فالتفت الی وقال یا مدبر من خدم خدم (بستان العارفین ص ۳۸۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ اور سید امام العارف ابو اسماعیل محمد بن ابراہیم سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے ساتھ تھے جن میں فتوی دینے والے حضرات بھی تھے اور ہم حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ کو دیکھ رہے تھے جب حافظ عبدالغنی رحمہ الہ نے جب نصیحت کرنے کی غرض سے کرسی پر بیٹھنے کے لیے پاؤں رکھا تو میں نے دل ہی میں کہا آپ یعنی حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ کو کس چیز کی وجہ سے اللہ نے ہم پر فضیلت دی ہے یعنی ان میں ایسی کون سی بات پائی جاتی ہے تو انہوں نے فوراً میری طرف دیکھ کر فرمایا اے غور فکر کرنے والے جو دوسروں کی خدمت کرتا ہے تو دنیا والے اس کی خدمت کرتے ہیں یعنی مجھے اللہ تعالیٰ

نے خدمت کی وجہ سے یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔

قارئین کرام! ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے پر دل کی بات منکشف فرما دیتے ہیں تو وہ دل کی بات بتا دیتے ہیں یہ کشف اور الہام سے ہوتا ہے یہ علم غیب نہیں ہے اگر پھر بھی آپ کشف صدور کے علم غیب ہونے پر مصر ہیں تو پھر ذرا اپنے قلم جارح کو حرکت دے کر ان تمام ائمہ محدثین علامہ نووی، علامہ ذہبی، علامی غزالی، علامہ ابن القیم رحمہم اللہ تعالیٰ پر بھی شرک کا فتویٰ لگا دیجئے تا کہ لیزدادوا اثما کے مصداق بن جائیں اگر شہرت حاصل کرنی ہے تو اس طرح شہرت زیادہ حاصل ہوجائے گی۔(اللھم احفظنا منه)

تبلیغی جماعت پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کا الزام:

مولوی صاحب نے تبلیغی جماعت پر حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینے کا بہت بڑا الزام لگایا ہے حالانکہ حلال کو حرام قرار دینا کفر ہے، کیا تبلیغی جماعت کفر کے لیے کام کر رہی ہے۔العیاذ باللہ

مولوی صاحب کو چاہیے تھا کہ دلائل سے ثابت کرتے کہ تبلیغی جماعت والوں نے فلاں حلال کو حرام قرار دیا ہے اور فلاں حرام کو حلال قرار دیا ہے تبلیغی جماعت نے کب بیٹے کے لیے ماں اور بھائی کے لیے بہنیں اور باپ کے لیے بیٹی اور پوتے کے لیے دادی کو حلال قرار دیا ہے اور اسی طرح شراب، جوئے چوری، ڈاکہ، قتل، جھوٹ، غیبت کفر، شرک، بدعت، سود اور رشوت کو کب حلال قرار دیا ہے نیز گائے، بھینس، بکری دنبہ، گوشت دودھ، غلہ اور سینکڑوں، حلال چیزوں کو کب حرام قرار دیتے ہیں، ذرا ثبوت دیجئے ورنہ قبر اور قیامت میں اس خالص سفید نرالے جھوٹ کی سزا کے لیے تیار رہیں۔

مولوی صاحب نے جن وجوہات کی بنیاد پر یہ الزام لگایا ہے وہ ان کی اپنی کتاب تحفۃ الاشاعۃ میں موجود ہیں، کیا مولوی صاحب مجھے اجازت دیں گے کہ میں کہوں کہ مولوی صاحب نے حلال کو حرام قرار دے کر اللہ تعالیٰ کے دین کو تبدیل کر دیا ہے، اگر مولوی صاحب اپنی ذات کے لیے اس طرح کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے تیار نہیں تو پھر تبلیغی جماعت والوں کا کیا قصور ہے۔

اس الزام لگانے کی وجوہات:

مولوی صاحب نے اس الزام کے ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت والے دعوت اور تبلیغ کو فرض عین قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ فرض کفایہ ہے، لکھتے ہیں:

"لان الدعوة من فروض الكفاية" (ص۲۵۹)

اس لیے کہ دعوت وتبلیغ فرض کفایہ ہے اور تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ یہ سب کا کام ہے اور ہر ایک کے لیے تبلیغ میں جانا ضروری ہے۔

یہ ہے وہ دلیل جس کی بناء پر مولوی صاحب نے اتنا بڑا الزام لگایا حالانکہ یہی بات انہوں نے اپنی کتاب میں بھی لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو، تحفۃ الاشاعۃ (ص۱۰۹) پر لکھتے ہیں:

"فقال البعض ان الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فرض عين اى واجب مهتم وعلى كل مسلم ان يؤديه بنفسه على قدر استطاعة"

قارئین کرام! دیکھئے مولوی صاحب نے بعض فقہاء کا مسلک یہ بتایا ہے کہ دعوت وتبلیغ فرض عین اور ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

تو اب مولوی صاحب بتائیں کہ کیا فقہاء کرام بھی حلال کو حرام قرار دینے والے ہیں اور آپ کے اس فتوے کے زمرے میں آرہے ہیں۔

دوسرا حوالہ:

لکھتے ہیں:

وعلى كل مسلم ان يامر بالمعروف وان ينهى عن المنكر في الاشياء التي يستوى فيها العالم والجاهل كالزناء وشرب الخمر واربا والغيبة ولنميمة والكذب والحلف بغير الله وصفاته والاعتماد على غير الرزاق سبحانه واذى الناس واعانة الظالم وترك الصلوة والزكوة والصيام والحج الى غير ذلك (ص۱۰۶، ۱۱۳)

تیسرا حوالہ:

اسی طرح (ص۱۱۴ پر) لکھتے ہیں:

بان الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فرض عين يرى هذا الرأى

مجموعة من العلماء ومنهم ابن كثير والزجاج وابن حزم ومحمد
عبده ومحمد رشيد رضا ومحمد ابوزهرة وقد استدلوا بادلة
شرعية

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ علماء کرام کی جماعت کی رائے یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کرنا فرض عین ہے اور اس بات کے لیے دلائل شرعیہ بھی موجود ہیں اور یہ رائے ابن کثیر، ابن حزم، محمد عبدہ، محمد رشید رضا، الزجاج وغیرہ علماء کرام نے قائم کی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب علماء کرام کی ایک جماعت کی رائے امر بالمعروف کے فرض عین ہونے کی ہے اور اس پر دلائل بھی موجود ہیں تو کیا یہ تمام علماء کرام حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے والے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر اس رائے کی وجہ سے تبلیغ والوں پر یہ انتہائی سنگین فتویٰ کیوں صادر کیا جاتا ہے، اس پر یہ شعر صادق آتا ہے:

ہم اُف کردیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

حالانکہ تبلیغی جماعت کا یہ نظریہ نہیں ہے کہ دعوت وتبلیغ موجودہ طریقے پر فرض عین ہے، کسی بزرگ نے یہ بات نہ اپنی تقریر میں کہی ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں موجود ہے۔

مولوی صاحب کا حضرت شیخ الحدیثؒ پر ایک بہت بڑا شرکیہ الزام:

مولوی صاحب فضائل حج میں سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ويفهم منها ان الانسان هو الحاضر والناظر فى كل مكان وما هى
الا عقيدة البريلين (تحفۃ الاشاعۃ ص۲۹۲)

کہ اس واقعہ سے (جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ) نے نقل کیا ہے بریلوی حضرات کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان ہر جگہ حاضر وناظر ہوتا ہے۔

جواب: مولوی عبدالوکیل صاحب کو اس موقع پر بہت بڑی ٹھوکر لگی ہے جو بے چارے سنبھل بھی نہ سکے۔

اولاً: کیونکہ اس واقعہ میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ انسان حاظر وناظر ہوا کرتا ہے، یہ مولوی صاحب کی

اپنی ذہنی اختراع ہے۔

ثانیاً: بریلوی حضرات کا عقیدہ حاضر و ناظر ہونا صرف اولیاء اور انبیاء کرام کے لیے ہے ہر انسان کو وہ لوگ بھی حاضر نہیں سمجھتے۔

ثالثاً: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اس واقعہ سے عقیدہ حاضر و ناظر کا ثبوت نہیں فرمایا، یہ تو صرف مولوی صاحب کو سمجھ آ گیا، مولوی صاحب اپنی سوچ اور سمجھ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی طرف کیونکر منسوب کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے حاضر و ناظر کے عقیدے کو سمجھنا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص تین گھنٹے پہلے اسلام آباد میں مولوی صاحب کو ملے اور پھر وہی شخص تین گھنٹے کے بعد کراچی ایئر پورٹ پر ملے تو کیا مولوی صاحب اس شخص کو حاضر و ناظر قرار دے کر اپنے مشرک ہونے کا فتویٰ اپنی ہی ذات پر لگائیں گے؟

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب سلفی حضرات کو خوش کرنے کی غرض سے سارا زور اسی پر صرف کر رہے ہیں کہ حضرت شیخؒ کو بہر صورت مشرک قرار دینا ہے اگر چہ مولوی صاحب کو جھوٹ پر جھوٹ کہنا پڑے۔ جھوٹ سے وہ پرہیز کرے جو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینے سے ڈرتا ہو۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک کسی بھی ولی کو حاضر و ناظر ماننا شرکیہ عقیدہ ہے۔

قارئین کرام! ہم حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی اپنی کتاب سے غیر اللہ کے لیے عقیدہ حاضر و ناظر رکھنے کو شرک ثابت کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ہاں البتہ یہ مضر ہوگا، اگر تصور کرتے وقت شیخ کو امر باطن میں متصرف تصور کرے گا یا یہ سمجھے گا کہ وہ حاضر ہے یا یہ سمجھے کہ شیخ کو اس کا حال معلوم ہے۔ (شریعت وطریقت کا تلازم ص ۱۷۸)

دوسرا حوالہ:

شیخ کو ہر جگہ حاضر و ناظر اعتقاد کرنا یا اس کے تصورات توجہ الی الشیخ میں اسقدر منہمک ہو جانا کہ مقصود حقیقی اور محبوب حقیقی سے مستغنی اور غافل ہو جائے یا شیخ کو مثل کعبہ ہر نماز میں قبلہ اور متوجہ الیہ بنالینا یا باطن مرید میں شیخ کو متصرف سمجھنے لگنا یا اس صورت کی اور شیخ کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے لگنا یا اس سے

ناعاقبت اندیشوں یا احمقوں کا صورت پرستی حقیقتاً اختیار کرنا جیسے مختلف مبتدع پیروں کے ہاں رائج ہوگیا ہے، اس لیے سمجھدار اکابرین پر یہ لازم یہ ہوگیا ہے اس پر فکر فرمائیں اور ذریعہ شرک اور کفر کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں (شریعت وطریقت کا تلازم ص ۱۸۶)

قارئین کرام! مندرجہ بالا دونوں حوالے حضرت شیخؒ کی اپنی ہی کتاب شریعت وطریقت کا تلازم سے نقل کر چکا ہوں، یہ حضرت کی اپنی تحریر ہے کہ عقیدہ حاضروناظر شرکیہ ہے تو جو شخصیت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے حاضروناظر کا اعتقاد رکھنے کو شرک بتاتا ہو اور اس کو شرکیہ عقیدہ سمجھتا ہو تو اس شخصیت پر غیر اللہ کے لیے عقیدہ کا حاضروناظر رکھنے کا الزام لگانا کیا یہ کوئی معمولی جرم ہے ہرگز ہرگز نہیں بہت بڑا جرم ہے اتنی بڑی شخصیت جس کو شیخ العرب والعجم اور جنت البقیع میں مدفون اور حرمین شرفین کے علماء کرام کے استاذ ہونے کا شرف حاصل ہو ان کی طرف ایک شرکیہ عقیدے کی نسبت کرنا بہت بڑا ظلم اور سفید جھوٹ، الزام تراشی اور بہتان عظیم ہے اس جھوٹے الزام کا جواب دینے کے لیے مولوی صاحب بروز قیامت خود ہی تیار ہوں۔

مولوی عبدالوکیل کی طرف سے
حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر لگائے گئے الزامات اجمالی نظر میں

(۱) کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں غیر اللہ کے لیے علم غیب کو ثابت کیا ہے۔
(۲) بریلویت اور بت پرستی کو ثابت کیا ہے۔
(۳) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تحریر سے اولیاء کرام کی برتری انبیاء کرام پر ثابت ہوتی ہے۔
(۴) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کتب جہنم کی طرف دعوت دے رہی ہیں۔
(۵) ان کی عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے ولی ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔
(۶) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کتب میں شرکیات واہیات خرافات موجود ہیں۔
(۷) ان کی عبارات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفات کو غیر اللہ کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔
(۸) حضرت امام اعظم رحمہ اللہ پر شرک اور ثبوت علم غیب کا الزام۔
(۹) دعوت وتبلیغ کو ایک الگ مذہب فرقہ قرار دیا ہے۔
(۱۰) تبلیغی جماعت پر حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینے کا الزام۔
(۱۱) تبلیغی جماعت قرآن کی دشمن جماعت ہے۔
(۱۲) اور تبلیغی جماعت کہتے ہے کہ قرآن میں ہدایت نہیں ہے۔
(۱۳) تبلیغی جماعت پر جہاد کے انکار کا الزام۔
(۱۴) حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث رحمہما اللہ کے مذہب اور یہود ونصاریٰ ہندوں اور بت پرستوں کے مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

نقل کفر کفر نہ باشد

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اور کشف

مولانا عبدالوکیل صاحب آپ نے کشف وکرامات کے واقعات نقل کرنے کی بناء پر حضرت شیخ

الحدیثؒ کی کتابوں کو خرافات اور شرکیات وواہیات پر مشتمل قرار دیا اور اولیاء کرام کے لیے کشف کے ماننے کو آپ نے علم غیب قرار دیا اور اس منطق کے ذریعہ آپ نے حضرت شیخ پر مشرک ہونے کا فتوی جاری کیا تو اب آپ کی خدمت میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی چند عبارات نقل کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی کشف قبور کے قائل ہیں۔

ابن تیمیہؒ کی عبارت کی روشنی میں چند عنوانات قائم کرتا ہوں:

ولی کا کشف کئی طرح کا ہوتا ہے:

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

فتارة یری الشیء نفسه اذا کشف له وتارة براه متمثلا فی قلبه الذی هو مراته والقلب هو الرائی

(فتاوی ابن تیمیہ ج۱۱ص۶۳۸)

ترجمہ: ولی کشف کے ذریعہ سے کبھی بعینہ اسی شیء کو دیکھتا ہے اور کبھی اس چیز کی صورت کو اپنے دل میں دیکھتا ہے اور اس کا دل مثل آئینہ کے ہوتا ہے اور یہ مشاہدہ دل کرتا ہے۔

دوسری عبارت: ابن تیمیہؒ کے نزدیک خواص حضرات کشف کے ذریعہ لوگوں کا انجام معلوم کر لیتے ہیں:

واما خوص الناس فقد یعلمون عواقب اقوام بما کشف الله لهم ج۱۱ص۶۵

یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے لوگوں کے انجام کو کشف کے ذریعہ معلوم کر لیتے ہیں۔

اللہ والوں کے لیے غیبی حقائق کھلتے ہیں:

وکان عمرؓ یقول اقربوا من افواه المطیعین واسمعوا منهم ما یقولون فانه تتجلی لهم امور صادقة وهذه الامور الصادقة التی اخبرها عمر بن الخطاب رضی الله عنه انها تتجلی للمطیعین هی

الامور التی یکشفھا اللہ عزو جل لھم فقد ثبت ان لاولیاء اللہ مخاطبات و مکاشفات .

(الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان ص ۵۹ وفتاوی ابن تیمیہ ج ۱۱ ص ۲۰۵)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ نیک لوگوں کے مونہوں کے قریب ہوجایا کرواور جووہ کہیں اسے غور سے سنو کیونکہ ان پر سچی باتیں منکشف ہوجاتی ہیں اور یہ امور صادقہ جن کی خبر حضرت عمرؓ نے دی ہے یہ ایسے امور ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں پر منکشف فرمادیتے ہیں حضرت عمرؓ کے مکاشفات اوران کے ارشاد سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام نگاہ سے غائب چیزوں سے بات چیت بھی کر لیتے ہیں اور جو چیزیں دوسروں سے پوشیدہ ہوتی ہیں ان کا بطور کشف مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وتجد کثیر من ھؤلاء عمدتھم فی اعتقاد کونہ ولیا للہ تعالیٰ انہ قد صدر عنہ مکاشفۃ فی بعض الامور .

ترجمہ: یعنی اکثر لوگوں کو آپ دیکھیں گے ان کا کسی کو ولی اللہ سمجھنے کا پس منظر صرف یہ ہوتا ہے کہ ان سے کشف کا صدور ہوا ہے۔

علامہ چند امور کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وھذہ الامور الخارقہ للعادۃ وان کان قد یکون صاحبھا ولیا للہ (الفرقان ص ۵۸، وفتاوی ج ۱۱ ص ۲۱۴)

ترجمہ: یعنی یہ خلاف عادت امور کشف وغیرہ اگرچہ ولی اللہ سے بھی صادر ہوتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک ولی کو کشف ہوسکتا ہے اگر کشف علم غیب ہوتا تو ابن تیمیہؒ ہرگز ہرگز ولی اللہ کے لیے کشف ہونے کو تسلیم نہ کرتے۔

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

ان الخوارق منھا ما ھو من جنس العلم کاالمکاشفات (فتاوی ج ۱۱ ص ۲۹۵، الفرقان ص ۱۳۲)

بعض خوارق عادت امور علم کی جنس سے ہوتے ہیں مثلاً کسی بات کا بذریعہ کشف معلوم ہوجانا

جس کو مکاشفات کہا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک مکاشفہ کے ذریعہ صاحب کشف مخفی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے جو دوسرے لوگوں سے مخفی ہوتے ہیں ابن تیمیہؒ کی یہ عبارت صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ ابن تیمیہؒ اللہ والوں کے لیے کشف کو مانتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہؒ اور کشف قبور:

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وقد انكشف لكثير من الناس ذلك حتى سمعوا صوت المعذبين في قبورهم وفي ذلك اثار كثيرة معروفة (فتاوی ج۴ص۲۹۶)

یعنی قبر کے عذاب انکشاف بہت سے لوگوں کو ہوا ہے یہاں تک کہ انہوں نے جن لوگوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا ان کی آوازیں بھی سنی ہیں اس بارے میں بہت سے مشہور واقعات ہیں۔

دیکھئے! قبر کا عذاب اور راحت حق ہے مگر لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے لیکن ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتے ہوئے نظر آ جاتا ہے اور عذاب ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھتے ہیں، یہی تو کشف قبور ہے۔

دوسرا حوالہ اسی طرح حافظ ابن تیمیہؒ الفرقان ص۱۱۸ پر لکھتے ہیں:

ولما مات الاحنف بن قيس وقعت قلنسوة رجل في قبره فاهوى ليأخذها فوجد القبر قد فسح فيه مد البصر (ص۱۱۸، الفرقان)

ترجمہ: احنف بن قیسؒ کا جب انتقال ہوا تو ایک شخص کی ٹوپی احنف بن قیسؒ کی قبر میں گر گئی وہ شخص اپنی ٹوپی اٹھانے کے لیے نیچے جھکا تو دیکھا کہ قبر تا حد نگاہ کشادہ ہو چکی ہے۔

دیکھئے! حدیث میں ہے کہ مومن کی قبر تا حد نگاہ کھل جاتی ہے مگر یہ معاملہ برزخی ہے، عام طور پر انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے کوئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا چاہے تو بھی نہیں دیکھ سکتا مگر اللہ تعالیٰ جب چاہیں اور جس کو چاہیں تو دکھا دیتے ہیں۔ حافظ ابن تیمیہؒ کی یہ عبارت صاف اعلان کر رہی ہے کہ کشف قبور ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کشف کے واقعات کی بنا پر آپ نے فضائلِ اعمال اور

فضائل صدقات وغیرہ کتابوں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ان کتابوں میں خرافات وشرکیات موجود ہیں اور آپ نے تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۷ پر لکھا ہے کہ "حضرت شیخ الحدیث اولیاء اور علماء کے لیے کشف ہونے کو مانتے ہیں، حالانکہ اولیا کے لیے کشف ماننا یہ دراصل ان کو عالم الغیب ماننا ہے" اور علم غیب لغیر اللہ کی نفی کے لیے جو دلائل قرآن مجید میں موجود ہیں ان میں سے چند دلائل آپ نے لکھ دیئے ہیں۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ تو کشف قبور اور اسی طرح اولیاء کرامؒ کے لیے مخفی امور کے منکشف ہونے کو مانتے ہیں اور کشف کے ذریعہ کسی کے انجام کو معلوم کرنے کو بھی مانتے ہیں تو کیا آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے بارے میں یہ فتوی جاری کریں گے کہ وہ غیر اللہ کے لیے کشف کو مانتے ہیں، لہٰذا وہ مشرک ہیں اور ان کی کتب میں خرافات اور شرکیات موجود ہیں اور اس طرح لکھنا گوارہ کریں گے جو آپ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی کتب کے بارے میں لکھا ہے مثلاً:

> واما فی کتبہ من الخرافات والواھیات فھی کثیرۃ لکن نذکر بعضھا التی یشح منھا رائحۃ الشرک واعطاء العطات المختصہ باللہ للمخلوق (تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۱)

اسی طرح یوں بھی لکھنا گوارہ کریں گے:

> اقول العجب کل العجب کیف یثبت الکشف للعلماء والاولیاء وھل ھو الا اثبات علم الغیب لغیر اللہ تعالیٰ ویسمونہ بغیر اسمہ فقط (تحفۃ الاشاعۃ ص ۲۹۷)

اسی طرح یوں عنوان قائم کریں گے: ثبوت علم الغیب لغیر اللہ خصوصا للاولیاء والعلماء (ص ۲۱۹)

اسی طرح یوں فتوی جاری کریں گے: فاسمعوا الی اثبات الشرک واثبات عقیدۃ البریلویۃ والثنویۃ (ص ۳۰۱)

اور اسی طرح آخر میں یہ گزارش بھی کریں گے: وکذا من الواقعات الواھیۃ المنقولۃ فی کتبہ لا یمکن ضبطھا فی وقت یسیر لانھا ھلکۃ عظمی

آپ سے گزارش ہے کہ اس طرح ایک کتاب عربی میں شیخ الاسلامؒ کے خلاف بھی لکھیں اور اپنے

حق پرست ہونے کا ثبوت دیں تو پتہ چل جائے گا کہ آپ کتنے بڑے موحد ہیں۔

اور اسی کتاب کو پھر عرب علماء کرام کے سامنے ہدیۂ پیش فرمائیں اور پھر وہ جو فیصلہ آپ کے متعلق فرمائیں وہ بخوشی قبول فرمائیں۔

میرا چیلنج ہے کہ ہرگز شیخ الاسلامؒ کے خلاف کشف کو بنیاد بنا کر آپ نہیں لکھ سکتے کیونکہ جتنا خوف آپ کو عرب سے ہے شاید اتنا خوف اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں ہے۔

اگر آپ میں ذرہ برابر خوف خداوندی ہوتا تو آپ اس طرح حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلاف اپنے قلم جارح وظالم کو استعمال نہ کرتے۔ میری گزارش ہے کہ آپ مرنے سے قبل فوری طور پر توبہ کرلیں، ورنہ پھر قیامت کے روز حسرت وندامت سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

☆☆☆تمت بالخیر☆☆☆

مولف کی دیگر کتب

☆......گلدستہ سنت در رد بدعت مطبوعہ

(حیلہ اسقاط کے رد میں لکھی جانے والی منفرد کتاب)

☆......جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں مطبوعہ

☆......بدعات مروجہ اور عقائد شرکیہ پر مشتمل ایک تحریر کا دندان شکن جواب غیر مطبوعہ

☆......اشتیاق احمد امیر جماعت المسلمین کے خط کا جواب غیر مطبوعہ

☆......عقیدۃ حیات الانبیاء فی ضوء اجماع العلماء غیر مطبوعہ

(۶۰ محدثین کی شہادتیں پہلی بار منظر عام پر ان شاء اللہ جلد)

☆......حضرت شیخ الحدیثؒ پر کیے گئے اعتراضات کا محققانہ جواب مطبوعہ

Ñ